نام کتاب: مسجد پاک ویگھہ شریف (کیرانوالہ سیداں گجرات) ایک تعارف

مُصنف: عدیل حیدر گھمن

تعدادِ نسخ: گیارہ سو (1100)

قیمت نسخہ: 230 روپے

پروف ریڈنگ: جمشید رسول گوندل ایڈووکیٹ

سرورق: حافظ محمد جمشید

طبع اول: ذوالحجہ 1438ھ بمطابق اگست 2017ء

مطبع: نعمان پرنٹنگ پریس، ملک پارک، لاہور

ناشر: فیضان پبلشر، لاہور

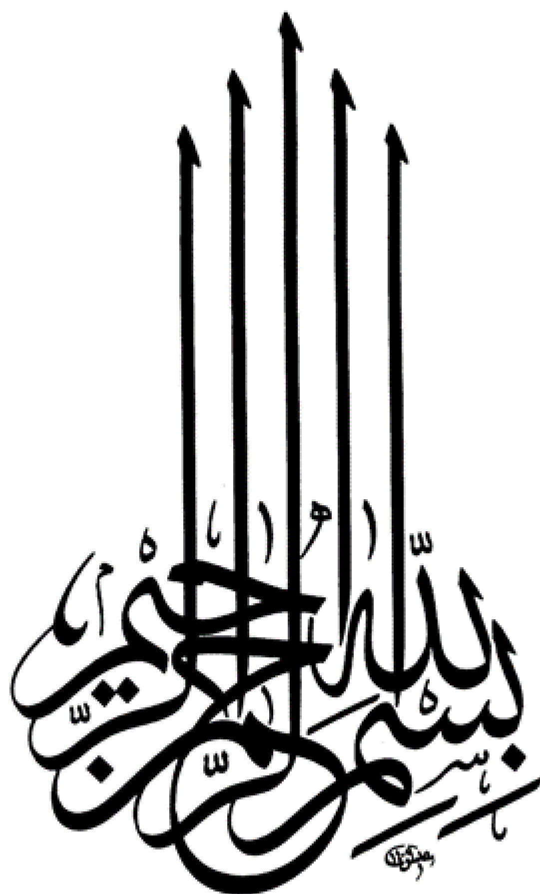
برائے رابطہ: آستانہ عالیہ ڈیرہ حضرت میاں صاحب گدھر شریف۔
تحصیل پھالیہ، ضلع منڈی بہاوالدین۔

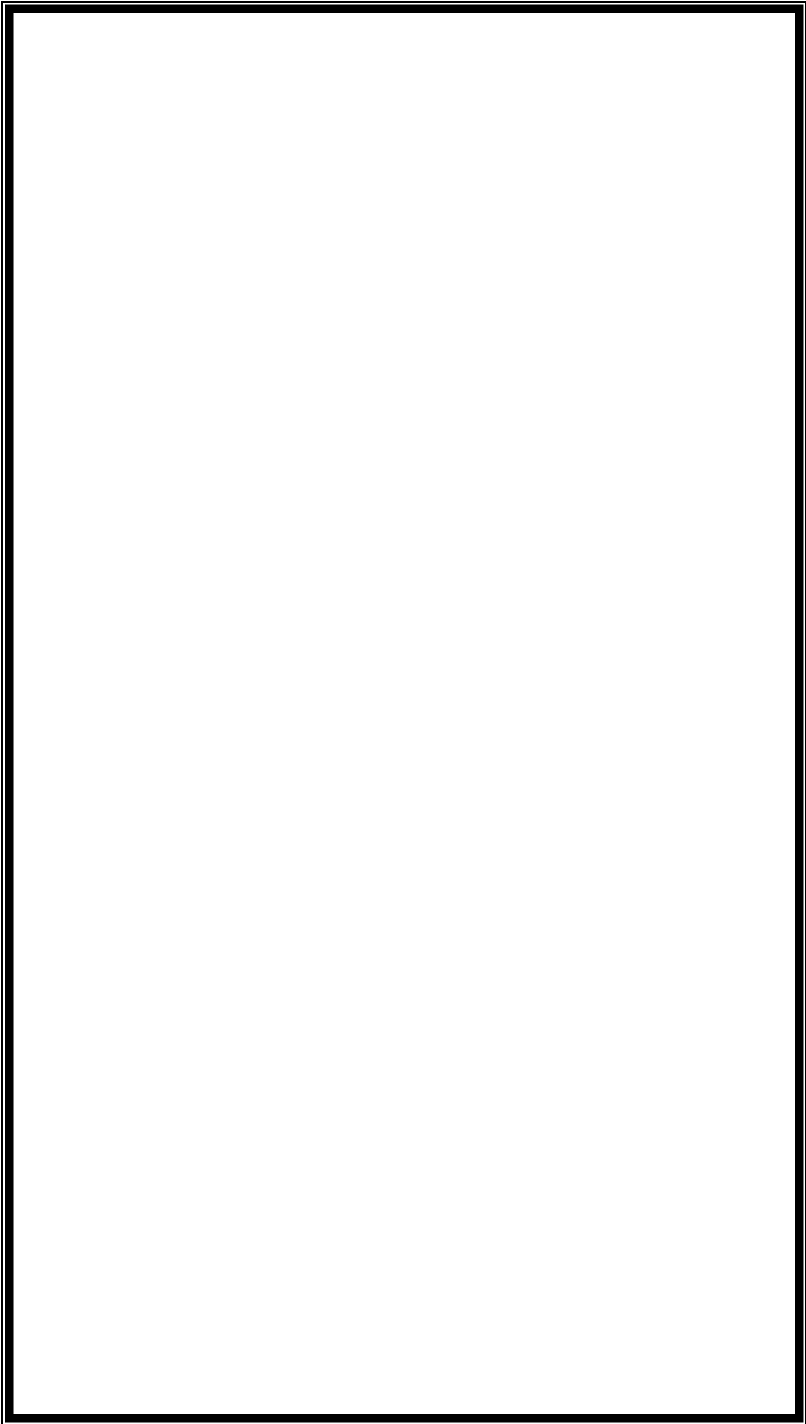
فیضان پبلشر، A/30-3 جوہر ٹاون، لاہور رابطہ نمبر: 92-312+
7744744

ای میل: journalistibd@gmail.com

ویب سائٹ: www.sufism.pk

فیس بک: facebook.com/sufism.pk


بسم الله الرحمن الرحيم




بسم الله الرحمن الرحيم
بلغ العلى بكماله
كشف الدجى بجماله
حسنت جميع خصاله
صلوا عليه وآله

چُو سُوئے مَن گُزر آری مَنِ مِسکین زِنَا دَارِی
فِدَائے نَقشِ نَعلینَت کُنَم جَاں یَا رَسُول اللہﷺ

مسجد
پاک ویگھہ
شریف
(کیرانوالہ سیداں گجرات)
ایک تعارف

مصنف:
عدیل حیدر گھمن

انتساب

عشقِ مصطفیٰ ﷺ اور عاشقِ مصطفیٰ ﷺ

جناب ڈاکٹر حافظ محمد فرخ حفیظ صاحبؒ کے نام

اُن بامقصد ہاتھوں کو سلام جنہیں یہ معجزہ

اَمر کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

تصوف پر اُٹھائے جانے والے اعتراضات کا قرآنِ حکیم،

احادیث نبوی ﷺ

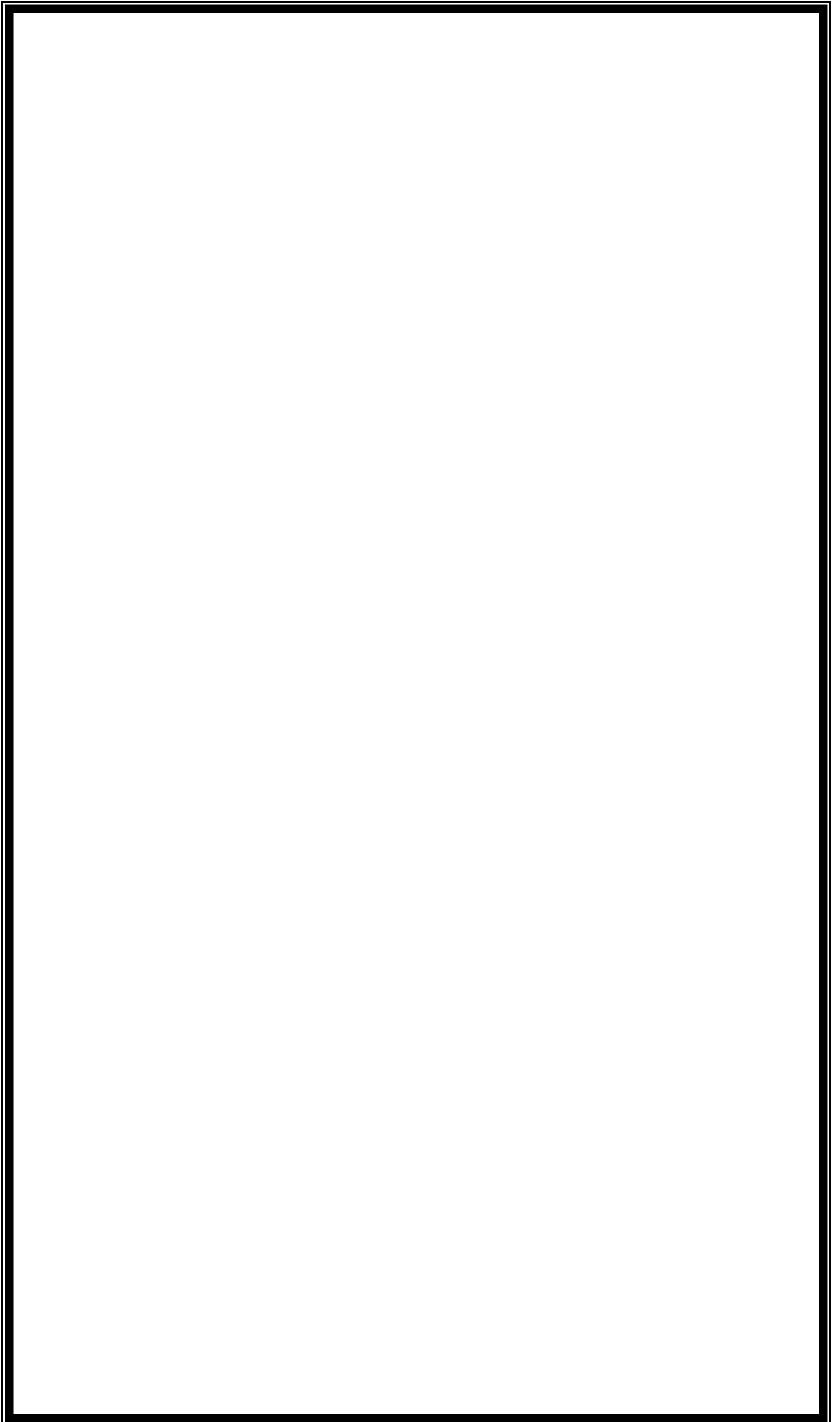
اور اولیاء اللہ کی شہرہ آفاق تصنیفات کی روشنی میں مدلل جواب

کتاب فیضانِ حبیب

یہ کتاب ویب سائٹ: www.sufism.pk پر مفت دستیاب ہے۔

برائے رابطہ: فیضان پبلشرز، 30A/3 جوہر ٹاؤن لاہور،

رابطہ نمبر: +92-312-7744744



فہرست

اظہارِ تشکر

بلغ العلا بکمالہ کشف الدجی بجمالہ ،حسنت جمیع خصالہ، صلو علیہ وعلی الہ۔

سال 2013ء اختتام کی جانب گامزن تھا، جناب ڈاکٹر حافظ محمد فرخ حفیظ صاحبؒ اپنے معمول کے مطابق اتوار کے روز لاہور تشریف فرما تھے۔ دُعا اور دوا جاری تھی، ناچیز بھی درخواست لے کر حاضرِ خدمت ہوا اور منبع جود وسخا کے حضور عرض گزاری جس کے جواب میں دورِ حاضر میں سنتِ نبوی ﷺ کی عملی تفسیر جناب حضرت صاحبؒ نے سُنتِ رسول ﷺ پر عمل پیرا ہوتے ہوئے سوالی کو اُس کی سوچ سے بڑھ کر عطا فرمایا، حکم فرمایا کہ آپ مسجد پاک ویگھہ شریف کے تعمیری سفر کو تحریری پیرائے میں لے آئیں تاکہ آنے والے ادوار میں لوگوں کو اِس زندہ معجزے کے متعلق معلومات باہم دستیاب ہوں اور بلاشبہ یہ بھی مسجد پاک ویگھہ شریف کی انفرادیت ہے کہ اِس کے سفر تعمیر کو اُس وقت ضابطہ تحریر میں لایا گیا جب اِس کی تعمیر جاری تھی اور صاحبِ مسجد (جناب حضرت صاحبؒ) اور اُن کے ساتھی اِس کے ایک ایک انچ کے متعلق تمام معلومات باہم پہنچا رہے تھے۔ اِس سے قبل کسی بھی تاریخی ورثہ کو اُس کے دورِ تعمیر کے دوران دستاویزی شکل میں محفوظ نہیں کیا گیا بلکہ صدیوں بعد اُس پر تحقیق شروع ہوئی اور عمومی طور پر اُس وقت مکمل معلومات دستیاب نہ ہوتی تھیں۔ جس وجہ سے کسی بھی تاریخی ورثہ کی دستیاب معلومات کو مکمل طور پر مصدقہ نہیں کہا جا سکتا۔

مسجد پاک ویگھہ شریف کا یہ بھی اعجاز ہے کہ اِس کو دوران تعمیر تحریری ضابطہ میں لایا گیا ہے۔ ناچیز کے چشمِ تصور میں بھی یہ بات نہ تھی کہ یہ سعادت اِس عاجز کو حاصل ہو گی۔ اِس میں بھی کوئی دو رائے نہیں کہ میرے لیے یہ بات کسی بھی اعزاز سے زیادہ قابلِ اعزاز ہے کیونکہ یہ ایک ایسا منفرد موضوع ہے جس پر اِس سے قبل کسی نے بھی قلم نہیں اُٹھایا، جو اِس صدی کا زندہ معجزہ ہے، جس کو ضابطہ تحریر میں لانا سینکڑوں افراد کی دلی خواہش ہو گی مگر اُن کی عطا کے کیا کہنے کہ یہ سعادت ناچیز کو مقدر ہوئی۔ مسجد پاک ویگھہ شریف صوبہ پنجاب کی ڈویژن گوجرانوالہ میں ضلع گجرات کے نواح منگووال کے گاوں کیرانوالہ سیداں شریف میں تعمیر کی گئی ہے۔

اِس اعزاز کے عطا ہونے پر میں اللہ رب العزت کا شکر گزار ہوں کہ اُس نے اپنے محبوب ﷺ کے صدقہ مجھ پر یہ کرم فرمایا۔ حدیث رسول ﷺ ہے کہ: ''جو بندوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا شکر ادا نہیں کرتا'' فرمانِ رسول ﷺ پر عمل پیرا ہوتے ہوئے جناب حضرت ڈاکٹر حافظ محمد فرخ حفیظ صاحبؒ، اُن کی ٹیم، بالخصوص حاجی عنایت اللہ صاحب ، جمشید رسول گوندل صاحب ، ڈاکٹر محمد فاروق علوی صاحب، ڈاکٹر امجد وحید صاحب، ابصار رانجھا صاحب، محمد انصر صاحب، شاہد رفیق صاحب، قاری غضنفر صاحب ، افضال صاحب ، عاقب سلیم صاحب ، مبشر حسین صاحب، محسن خواجہ صاحب اور اِن کے علاوہ تمام احبابِ محبت جنہوں نے اپنا قیمتی وقت دیا ، خندہ پیشانی سے پیش آئے ، رہنمائی

فرمائی اور معلومات فراہم کیں۔ میں آپ سب کا تہہ دل سے ممنونِ احسان ہوں۔ اللہ رب العزت آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔(آمین)

میں جناب صاحبزادہ حافظ محمد احسن صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ ڈیرہ حضرت میاں صاحبؒ کدھر شریف کا خصوصی طور پر شکر گزار ہوں، جن کی محبت لمحہ لمحہ موجود رہی۔

کتاب ہذا کو غلطیوں سے پاک کرنے کی حتیٰ الامکان کوشش کی گئی ہے، اِس کے باوجود یہ ایک انسانی کاوش ہے جس میں غلطی کا امکان صرفِ نظر نہیں کیا جاسکتا اس لیے کتاب میں جو کمی کوتاہی پائی جائے ناچیز اُس کا ذمہ دار ہے اور قارئین سے پیشگی معافی کا طلب گار ہے۔رہنمائی فرمانے والوں کا خیر مقدم کیا جائے گا۔

یہ کتاب ویب سائیٹ www.sufism.pk پر بھی دستیاب ہے۔

آپ کی آراء کے لیے رابطہ نمبر: +92-312-7744744

اور ای میل: journalistbd@gmail.com موجود ہے۔

طالبِ دُعا:

عدیل حیدر گھمن

ابتدائیہ

مسجد پاک ویگھہ شریف فنِ تعمیر کا ایک عظیم شاہکار اور نادر نمونہ تو ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ مسجد شریف کے مقاصد تعمیر کا یہ محض ایک عنصر ہے کہ اپنے فنِ تعمیر کے لحاظ سے یہ ایک شاہکار ہے ، جس کی مثال اس سے قبل تعمیر کی جانیوالی مساجد میں نہیں ملتی۔ درحقیقت اِس مسجد کی تعمیر میں دنیا کے ہر شخص کے لیے سبق موجود ہے۔

دورِ حاضر میں مسلمان جن مشکلات سے دوچار ہیں اُن کا حل اور رہنمائی بھی مسجد شریف میں موجود ہے۔ دنیا میں کوئی قوم دوسری قوم پر برتری حاصل کرنے کے لیے جو سب سے اہم ہتھیار استعمال کرتی ہے وہ اُس کی زبان اور تہذیب کو بدل دیتی ہے۔ اُس کے بدلنے کے چند ہی عشروں کے بعد اُس قوم کا زوال شروع ہو جاتا ہے اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے فاتح مفتوح اور آقا غلام بن جاتے ہیں۔ تاریخ ایسے اسباق سے بھری پڑی ہے، خود اسلام اِس کا ایک زندہ و جاوید ثبوت ہے، جہاں جہاں پہنچا اُن کی تہذیب میں اپنی اقدار شامل کرتا گیا اور اُن کی شناخت ہی بدل دی۔ مسلمان زوال پذیر ہوئے تو نئے حاکموں نے بھی یہ ہی طریقہ اختیار کیا اور ہماری زبان کو اگر یکسر نہیں بدلا تو اُس کے معنی بدل دیئے، کسی قوم کی زبان کے جب معنی بدل دیئے جائیں تو وہ بھی وہ ہی اثرات مُرتب کرتے ہیں جو زبان کی تبدیلی سے پیدا ہوتے ہیں۔ ہمارے ہاں جب سے ظاہر کو اہمیت حاصل ہوئی ہے اُس کے اثرات جہاں معاشرے کے عام فرد نے قبول کیے ہیں اُسی طرح مذہبی طبقہ بھی اِس سے متاثر ہوا۔ جس سے ہمارے مذہبی طبقہ میں بھی عمل کی بنیاد نیت

سے اُٹھ کر ظاہر پر چلی گئی اور توکل چندہ والے گلے سے مشروط ہو گیا، دین دار لوگوں میں داڑھی، عمامہ، ٹخنوں سے شلوار کا اُٹھانا، جیب میں مسواک کا لگانا عام ہوا اور اِس کے ساتھ ساتھ اُن کے رویئے میں حلم کے بجائے درشتگی دیکھنے میں آنے لگی۔ جس سے معاشرہ میں جہاں پہلے ہی ذات پات، چھوٹا بڑا، امیر غریب، کمزور طاقت ور کی تقسیم موجود تھی وہاں مذہبی اور غیر مذہبی کی تقسیم سب پر بازی لے گئی اور کفر وایمان کے فتاویٰ عام ہوئے۔ معاشرہ میں نفرت کی ایک اور جہت متعارف ہوئی۔ اب لوگوں کے تعلقات رشتہ داریاں اور کاروبار بھی انہی مسالک کی بنیاد پر ہونے لگے ہیں۔ فکری اختلاف، ذاتی رنجش میں بدل گئے اور علمی میدان میں کیے جانے والے فیصلے اب بندوق سے ہونے لگے، تقریباً تمام مسالک کے پیروکاروں نے اپنے اپنے مسلح جتھے بھی قائم کر لیے اور اُن کے ذریعے مخالف علماء کا قتل عام بھی ہونے لگا۔ بیان بازی، خود کو سچا اور دوسرے کو جھوٹا ثابت کرنے کی مرض نے سب سے زیادہ مذہبی حلقہ کو متاثر کیا اور وہ گفتگو جو محض علماء کے درمیان صدیوں سے جاری تھی وہ عام آدمی کا موضوعِ کلام بن گئی، جس کے ذمہ دار یقیناً وہ حضرات ہیں جنہوں نے محض اپنی تشہیر کے لیے مذہب کا ایسا گھناونا استعمال کیا کہ لوگ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو گئے، ایسے میں جہاں پورا معاشرہ اِس سے متاثر ہوا وہاں اہل تصوف بھی اِس کا شکار ہوئے اور گلی گلی محلے محلے صوفیاء کے نام پر کتبے آویزاں ہونے لگے، پریشان حال انسان اپنے دکھوں کے مداوا کے لیے اُن کے پاس جانے لگے، جس سے اُن کی دکان داری تو خوب چمکی مگر تصوف پر ایسی زد آئی کہ اُس کو

بدعت اور اس سے بھی بڑھ کر تصور کیا جانے لگا۔ جس کی وجہ یقیناً یہ اہل ظاہر تھے جنہوں نے محض اپنی دکانداری کے لیے اسلام کے نظام اخلاق کو بھی نہ بخشا اور اُس کا بہیمانہ استعمال کیا، آج کا مسلمان جب نظامِ تصوف پر تنقید کرتا ہے تو اِس کے لیے مواد یہ ''صوفی دکاندار'' ہی مہیا کرتے ہیں جو اِس کی آڑ میں اپنا کاروبار چلا رہے ہیں۔ چونکہ ہمارے ہاں تمام معاملات ظاہر کی بنیاد پر کیے جا رہے ہیں، اِس لیے نقاد بھی اِسی اصول پر گفتگو کرتے ہیں اور یہ اصول بھول جاتے ہیں کہ ہمارے ہاں اعمال کی بنیاد نیت پر ہے، جیسے کسی مسلمان کے ذاتی فعل کا اسلام کو قصور وار نہیں ٹھہرایا جاسکتا بین اِسی اصول پر کسی ظاہری صوفی کی ذات کو بنیاد بنا کر نظام تصوف کو حرفِ تنقید نہیں بنایا جاسکتا۔ اِس سے بڑھ کر اِس نظام کے ساتھ جو ایک اور بُرا سلوک روا رکھا جا رہا ہے وہ یہ ہے کہ اس پر عموماً وہ حضرات تنقید کرتے پائے جاتے ہیں جن کا اِس نظام سے دور دور کا بھی علاقہ نہیں۔ اِس سلسلہ میں حضرت علی بن عثمان ہجویری المعروف داتا گنج بخشؒ کی شہرہ آفاق تصنیف ''کشف المحجوب شریف'' کا ایک حوالہ پیش کروں گا آپؒ فرماتے ہیں کہ ''اگر صوفیاء کہلانے والے تمام افراد کا کردار انتہائی قابلِ مذمت بھی ہو جائے پھر بھی نظام تصوف پر کوئی آنچ نہیں آسکتی''۔ آپؒ کے اِس فرمان میں یہ حکمت پوشیدہ ہے کہ نظام تصوف دراصل ایسا پاکیزہ نظامِ تربیت ہے جس کے اِنتقال کا ذریعہ زبان نہیں بلکہ قلب ہے، اِس میں قلب سے قلب کا رابطہ ہوتا ہے اور اِسی رابطہ کے ذریعے شیخ اپنے مرید کی تربیت فرماتے ہیں۔ اِس کی تفصیلات موضوع بحث نہیں۔ بس یاد رہے کہ قلب سے مراد دل نہیں ہے۔

ہماری بات شروع ہوئی تھی کہ مسجد پاک ویگھہ شریف محض فنِ تعمیر کا شاہکار نہیں بلکہ اِس کے مقاصد تعمیر اِس سے بڑھ کر ہیں، جن میں ایک نظامِ تصوف کا احیاء اور توکل کی عملی تعریف بیان کرنا بھی ہے اِس مسجد شریف کی اب تک کی تعمیری لاگت تقریباً (60,000,000,00) چھ ارب روپے سے زیادہ ہے۔ اتنی خطیر رقم کے بندوبست کے لیے نہ تو کوئی فنڈ قائم کیا گیا، کسی سے مدد مانگی گئی چندہ جمع کرنے کے لیے ڈبے رکھے گئے نہ کوپن بانٹے گئے اور پھر ہر نظر نے دیکھا کہ یہ شاہکار تعمیر ہوا۔ یہ ہی ہے توکل کی حقیقی تعریف جس کا ہر وہ شخص گواہ ہے جس کو مسجد شریف کی زیارت کا شرف ایک دفعہ بھی حاصل ہوا ہے۔ اُس کو وہاں چندہ کے لیے اپیل کرتا کوئی نظر آیا نہ ہی زنجیروں سے جکڑا اور تالوں میں بندھا کوئی گلہ جس میں روپے ڈالے جائیں۔ اِس کے باوجود یہ مسجد تعمیر ہوئی، اِس کی تعمیر کی وجہ سے اِس جگہ سے اب تک لاکھوں افراد فی سبیل اللہ دعا اور دواء سے فیض یاب ہو چکے ہیں۔ میرا عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ مسجد جہاں فنِ تعمیر کا نادر نمونہ ہے وہیں یہ اِس بات کی بھی شاہد ہے کہ توکل کیا ہے، اللہ اور اُس کے دوست (ولی اللہ) کا رشتہ اصل میں کس اصول پر قائم ہوتا ہے۔ اللہ رب العزت جس کا ہاتھ تھام لے اُس کو پھر دنیا کی محتاجی ختم ہو جاتی ہے۔ اللہ اُس کی تمام ضروریات کا ذمہ دار بن جاتا ہے اور یقیناً اُس سے بڑھ کر کارساز اور کون ہو سکتا ہے۔ مگر لازم ہے کہ بندہ اللہ رب العزت کو صرف اُس کا بندہ ہونے کا یقین دلائے، کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ بندہ اللہ کا دوست ہو اور دنیا کا محتاج ہو، اللہ والے کی نظر اہل دنیا کی جیب پر نہیں ہوتی۔ مسجد پاک ویگھہ شریف کی تعمیر توکل

کی عملی تصویر اور احیائے تصوف کے سلسلہ میں ایک اہم قدم بھی ہے۔ اِس کی زیارت کے لیے تشریف لانے والوں کے ذہنوں میں سینکڑوں سوالات اُٹھتے ہیں اور ایسا ہونا بھی چاہیے کیونکہ یہ شاہکار ہے ہی اِس قابل کے دیکھنے والوں کو عاجز کر دیتا ہے اور یہ معجزہ کی تعریف بھی ہے کہ وہ واقعہ یا چیز جو دیکھنے والوں کو عاجز کر دے معجزہ کہلاتی ہے۔ ذائرین کے بہت سے سوالات کے جوابات تو انہیں وہاں تعینات عملہ سے مِل جاتے ہیں، لیکن ایک یقین جو وہ لے کر لوٹتے ہیں وہ یہ کہ انہیں توکل کی حقیقی تعریف معلوم ہو جاتی ہے اور پھر اِس سلسلہ میں انہیں مزید کوئی تشنگی نہیں رہتی۔ مسجد شریف سسکتی انسانیت کو توکل علی اللہ کا عملی روپ بھی دکھا رہی ہے جس سے عوام الناس کو اپنے خالق اور مالک کے ساتھ رابطہ بحال کرنے میں مدد مل رہی ہے ۔ یہ مسجد شریف اللہ رب العزت کا گھر ہے اور اُس کے حبیب جنابِ محمد مصطفیٰ ﷺ سے محبت کا عملی نمونہ ہے۔ مسجد پاک ویگھہ شریف مسلک، فرقہ، گروہ یا کسی بھی عصبیت سے بالاتر ہے، اللہ کا یہ گھر اُس کے تمام بندوں کے لیے ہر وقت کھلا ہے۔

اسلام میں مسجد کا مقام

اردو زبان میں لفظ مسجد عربی زبان سے لیا گیا اہل عرب کے ہاں لفظ مسجد قبل از اسلام سے رائج ہے۔ اور یہ نبا تین لفظ ''مسجدہ'' سے لیا گیا ہے جس کا مطلب ''عبادت کی جگہ'' ہے، ایسی جگہ جہاں انسان سجدہ ریز ہو جائے۔ جبکہ لفظ ''جامع'' کا استعمال (10) دسویں صدی عیسوی کے آخر میں ہونا شروع ہوا اور اُس کے بعد ہر وہ مسجد جس میں میں نماز جمعہ ادا کی جاتی ہے وہ جامع کہلانے لگی۔

جبکہ لفظ مسجد عام نمازوں کی ادائیگی والی مساجد کے لیے مختص ہو گیا۔ اہل انگلستان کی لغت میں یہ لفظ اسپین کی زبان کے لفظ "MESOUTA" کی وساطت سے آیا ہے[1]۔

اسلام میں عبادت صرف اللہ کا حق ہے۔ اللہ رب العزت کے علاوہ کوئی اور نہیں جس کی عبادت کی جائے۔ چونکہ مسجد صرف خدا ہی کے لیے زیبا ہے اس وجہ سے مسجد اپنی فطرت کے اعتبار سے خدا ہی کے لیے خاص ہوتی ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

وَأَنَّ ٱلْمَسَٰجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا۟ مَعَ ٱللَّهِ أَحَدًا[2]۔

مسجد صرف عبادت کا گھر ہی نہیں بلکہ در حقیقت وہ اسلام کے حق میں خدائی قلعہ ہے، مسجدیں اسلامی دنیا کی نگہبان ہیں، مسجد کے ذریعے اسلام اپنی حیثیت کو زمین پر قائم کرتا اور دِلوں کو مسخر کرتا ہے، اِس کے ذریعے مسلمانوں کی صفوں میں اتحاد قائم ہوتا ہے۔ مسجدیں ایک قسم کا دارالاسلام ہے، اللہ کی یاد کی جگہ ہے، اسلامی اتحاد کی تربیت گاہ ہے، مسجدیں در حقیقت مسلمانوں کے اعتماد علی اللہ کا نشان ہیں۔

اسی طرح ایک حدیث شریف میں مسجد کو اللہ سے ڈرنے والوں کا گھر کہا گیا ہے۔

''المساجد بیوت المتقین''[3]

---

[1] R.A.Jairazbhoy, *Islamic Architecure* (Lahore: Ferozsons Pvt. Ltd., 2000), 25.

ارنسٹ ٹاڈہیام رچمنڈ، اسلامی فنِ تعمیر، مترجم۔ سید مبارز ادلدین رفعت۔ (دہلی: مکتبہ جامعہ، 1952)، ۱۱.

[2] القران الکریم، ۱۸:۷۰.

سورہ النور کی آیات سے مساجد کی شان اور اُن کی بلندی کی حکمت واضح ہوتی ہے کہ اللہ رب العزت نے اپنے گھر کو دوسرے گھروں سے ممتاز اور بلند کرنے کا حکم دیا ہے۔ مساجد کے بلند و بالا مینار اور بڑے بڑے گنبد اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی تعمیل بھی ہیں۔

فِي بُيُوتٍ أَذِنَ ٱللَّهُ أَن تُرۡفَعَ وَيُذۡكَرَ فِيهَا ٱسۡمُهُۥ يُسَبِّحُ لَهُۥ فِيهَا بِٱلۡغُدُوِّ وَٱلۡأٓصَالِ[4]

یہاں یہ بات مد نظر رہنی چاہیے کہ فنِ تعمیر کے لحاظ سے مسجدِ اقصیٰ، مسلمان ماہرین تعمیرات کا، اولین نمونہ رہی ہے، مساجد کے طرزِ تعمیر میں گنبد، محراب اور مینار کا تصور اسی مسجد سے لیا گیا یہ ہی وجہ ہے کہ اسلامی تہذیب میں سب سے پہلی پر شکوہ مسجد "جامع مسجد دمشق" ہے۔ جامع مسجد دمشق ۱۰۶ ہجری اور مسجد اقصیٰ کی تعمیر نو کی بنیاد عبد المالک بن مروان نے رکھی جامع دمشق کے طرزِ تعمیر کی فکری اساس بھی مسجد اقصیٰ کے طرزِ تعمیر پر قائم ہے۔

اسلامی فن تعمیر میں مساجد کی اہمیت

اسلام میں اجتماعیت کو انتہائی اہمیت حاصل ہے اسی تناظر میں نمازِ باجماعت کا ثواب تنہا نماز ادا کرنے سے کئی گنا زیادہ رکھا گیا، مسلمان اِسی مقصد کے لیے

---

[3]عبد اللہ بن محمد بن ابی شیب، احادیث الحکام، کتاب الزھد، رقم الحدیث: ۴۹۹۵ (دار الفکر: ۱۹۹۴ء)

[4]القران الکریم، ۲۴:۳۶ .

مساجد میں اکٹھے ہوتے ہیں اور یہ ہی وجہ ہے کہ اسلامی فنِ تعمیر میں مساجد کی اہمیت انتہائی غیر معمولی ہے، مسلمان مساجد میں اجتماعی طور پر اکٹھے ہوتے ہیں وہیں سے دعوت و تبلیغ کے لیے بھی نکلے اور دنیا بھر میں چھا گئے۔ "ہماری" مساجد انتہائی پر شکوہ اور خوبصورت ہونے کے باوجود انتہائی سادہ ہوتی ہیں کیونکہ ان کا مقصد اللہ اور بندے کا آپس میں رابطہ قائم کرنا ہوتا ہے، مساجد میں آنیوالوں کو بھی خاص قسم کا سکون اور اطمینان حاصل ہوتا ہے کیونکہ وہ براہ راست اللہ کے روبرو حاضر ہوتے ہیں اور دُعا و مناجات کرتے ہیں۔ اِسی لیے مساجد کو صرف عبادت گاہ کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے اور درس و تدریس یا دیگر امور کے لیے مساجد سے علیٰحدہ انتظامات کیے جاتے ہیں تاکہ مسلمانوں کی عبادت میں خلل واقع نہ ہو۔ اسلامی فنِ تعمیر میں مساجد کی تعمیر کے دوران اِس اَمر کا خصوصی خیال رکھا جاتا ہے کہ مساجد کا اصل مقصد محض عبادت الٰہی ہے اور دیگر تمام دینی امور کے لیے مساجد سے ملحقہ دیگر عمارتیں تعمیر کی جاتی ہیں۔ محراب، گنبد، مینار نہ صرف مساجد کی شان و شوکت اور حُسن کو ظاہر کرتے ہیں بلکہ یہ اللہ سبحان تعالیٰ کی بڑائی کا ایک احساس بھی ہیں۔ اسلامی فنِ تعمیر میں بھاری بھر گُنبد اِس بات کے مظہر بھی ہیں کہ دُنیا فانی ہے اور اِس کی حقیقت دارالمتحان سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔ اوائل اسلام میں جو مساجد تعمیر کی گئیں وہ سادہ تھیں۔ مسلمانوں نے سب سے پہلے قبتہ الصخرۃ کا گُنبد تعمیر کیا اُموی خلیفہ عبد الملک بن مروان نے اپنے دور میں مسجد اقصیٰ کے احاطہ میں واقعہ قبتہ الصخرۃ کا گنبد اور اُس

کے بعد مسجد اقصیٰ کا (۶۰) ساٹھ فٹ ارض کا گنبد تعمیر کیا تھا [5] مسجد اقصیٰ کے نام کا اطلاق پورے حرم قدسی پر ہوتا تھا، جس میں سب عمارتیں شامل ہیں جن میں سب سے اہم قبتہ الصخرۃ ہے، جو اسلامی طرز تعمیر کے شاندار نمونوں میں شامل ہے تاہم آجکل یہ نام حَرم کے جنوبی جانب والی مسجد کے بارے میں لیا جاتا ہے۔

اسلامی فنِ تعمیر میں مساجد کی تاریخ وارتقاء

اسلامی دنیا میں جو سب سے پہلی مسجد نبی ﷺ نے تعمیر کی وہ مسجد نبوی ﷺ ہے۔ فنِ تعمیر کے لحاظ سے وہ ایک سادہ مسجد تھی اِس لیے کہ وہ اسلام کا ابتدائی دور تھا اور محض ضرورت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے مسجد تعمیر کی گئی تھی، کیونکہ مسلمانوں پر اولین ذمہ داری تبلیغ دین تھی، اُس کے علاوہ مہاجرین کی آباد کاری، خود کو محفوظ کرنا اور دیگر کئی اہم ذمہ داریاں تھیں۔ مہاجرین اپنی تمام جائیداد اور املاک مکہ چھوڑ آئے تھے اِس لیے اُن کی مالی حالت بھی اچھی نہ تھی، جس وجہ سے مسلمانوں نے اپنی پہلی مسجد انتہائی سادہ تعمیر کی اور اِسی مرکز سے اپنے پیغام کو پھیلانا شروع کیا، چند ہی سالوں بعد جب اسلام نہ صرف سرزمین عرب بلکہ ایران اور روم کی حدوں سے بھی آگے نکل آیا اور مسلمان خوشحال ہوئے تو اُس کے بعد جو مساجد تعمیر کی گئیں وہ اپنی مثال آپ ہیں اور کوئی ثانی نہیں رکھتیں۔

---

[5] ٹاڈ، اسلامی فنِ تعمیر، ۴۲۔

برِ صغیر کی مشہور مساجد

بر صغیر کی سب سے قدیم مسجد بھمبھور تصور کی جاتی ہے جو اُس وقت شہر کے وسط میں واقع تھی مورخین کی اِس کی تعمیر کے متعلق دو آراء ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ یہ مسجد ہجرت کے ۱۰۹ویں سال یعنی (۱۰۹ھ) میں تعمیر ہوئی جو کہ (۷۱۱ء) میں عربوں کی دیبل کی لڑائی سے زیادہ دُور کا وقت نہیں ہے، اسی طرح نویں اور دسویں صدی عیسوی کے سیاح جب ملتان پہنچے جو اُس وقت اہم تجارتی مرکز تھا انہوں نے دیکھا کہ اُس کے مرکزی بازار میں جامع مسجد موجود تھی جہاں مسلمان عبادت کرتے تھے اُس مسجد کا احاطہ ۱۲۰ سے ۱۲۲ فٹ تھا۔ افغانستان کے لشکری بازار میں واقعہ محمد محل کے ساتھ منسلک جامع مسجد کو افغانستان کی تاریخ میں سب سے زیادہ قدیم مسجد تصور کیا جاتا ہے۔ مسجد جماعت خانہ ہندوستان کی پہلی مسجد ہے جو مکمل اسلامی فنِ تعمیر کے مطابق بنائی گئی ہے یہ مسجد درگاہ حضرت نظام الدین اولیاء میں ہے اور لال پتھر سے بنی ہوئی ہے۔

برِ صغیر میں سلاطین دور کی مشہور مساجد

دہلی کی جامع مسجد ''قوت الاسلام'' سلاطین دور کی اہم مساجد میں ہے یہ مسجد بڑی وسیع ہے، اِس کی دیواریں، چھتیں اور فرش سفید پتھر سے بنائے گئے ہیں جس کو سیسہ لگا کر جوڑا گیا ہے اِس مسجد میں لکڑی کا بھی نہایت نفیس کام کیا گیا ہے۔ اِس میں پتھر کے 13 گنبد اور منبر بھی پتھر کا ہے۔ مسجد کے 4 صحن ہیں اور درمیان میں ایک لاٹ ہے۔ اِس لاٹ کی لمبائی 30 ہاتھ ہے۔ مسجد کے شمالی صحن

میں ایک مینار ہے یہ مینار دنیا میں قطب مینار کے نام سے مشہور ہے اِس کی بلندی 238 فٹ، سیڑھیاں 378 ہیں۔ اِس کو شہاب الدین غوری کے حکم پر اُس کے غلام معزالدین بن ناصر الدین بن التمش نے تعمیر کیا۔ یہ مینار سرخ پتھر کا بنایا گیا ہے جبکہ مسجد سفید پتھر کی ہے۔ مینار کے پتھروں پر نقش کندہ ہیں اور اِس کا اوپر کا چھتر خالص سنگ مرمر کا کام ہے اور اُس کے لٹو خالص سونے کے بنے ہوئے ہیں۔ مینار کا زینہ اندر سے اِس قدر چوڑا ہے کہ اُس پر ہاتھی چڑھ سکتا ہے۔ سلطان شہاب الدین غوری نے 589ھ میں جب دہلی فتح کی تو اپنے غلام قطب الدین ایبک کو جو اُس کا سالار بھی تھا وہاں کا حاکم مقرر کیا اور مسجد کی تعمیر کا حکم دیا۔ یہ مسجد 594ھ میں تکمیل کو پہنچی بعد ازاں شمس الدین التمش نے 627ھ میں تین، تین رو کے دو درجے اور تعمیر کیے یہ مسجد مسلمانوں کے فنِ تعمیر کا اعلیٰ نمونہ ہے جو اپنی وسعت اور خوبصورتی کے باعث بے مثل ہے[6]۔ مسجد سرائے: شاہدرہ میں سرائے کے گرد مسجد شیر شاہ سوری (954عیسوی) کے دور سے تعلق رکھتی ہے عمارت کا پیش لال پتھر اور ماربل پر ہاتھ کی کاری گری سے بنایا گیا ہے۔

برِ صغیر میں مغل دور کی مشہور مساجد

بر صغیر میں مغلوں کے دور حکومت کے دوران مسلمانوں نے بہت سی تعمیرات کی ہیں اس کی وجہ یہ تھی کہ فنِ تعمیر میں مسلم فرمانرواں کی ذاتی دلچسپی بہت زیادہ تھی کیونکہ مغل حکمران تعمیرات کے ذریعے اپنی طاقت کے اظہار کے فن سے

---

[6]. ابنِ بطوطہ، سفر نامہ ابن بطوطہ، ج ۲، ۴۱.

آگاہ تھے۔ اسی لیے اُن کی مسلسل چھ نسلوں تک قائم رہنے والی حکمرانی کے دوران انہوں نے بہت سارے قلعے، مساجد، محل اور مقبرے تعمیر کیے ، یہ سلسلہ بابر سے لے کر اورنگزیب تک نسل در نسل جاری رہا۔ مغل بادشاہوں نے قلعوں، محلات، مقبروں کے ساتھ ساتھ مساجد کی تعمیر پر بھی خصوصی توجہ دی۔ جس کی شاندار مثالیں قوت السلام مسجد دہلی جامع مسجد فتح پور سکری (۷۸-۱۵۶۸ء) جامع مسجد دہلی شاہ جہان آباد (۵۶-۱۶۵۰ء) باشادہی مسجد لاہور (۷۴-۱۶۷۳ء) ہیں۔

مغل فرمانروا جہانگیر نے جو موتی مسجد لاہور قلعہ کے اندر تعمیر کروائی تھی وہ شاہی خاندان کی ذاتی عبادت کے لیے تعمیر کروائی گئی تھی یہ مغلیہ دور کی پہلی تین مساجد میں ہے [7]۔ لاہور قلعہ میں داخل ہوتے ہی سیدھے ہاتھ میں جنوب مشر ق کونے میں مسجد کے احاطہ کا ماحول ٹھنڈا اور متانت بھرا ہے۔ اِس کے بعد آگرہ میں شاہ جہاں نے (۱۶۵۴ء) اور دہلی میں بھی شاہ جہاں نے موتی مسجد کی تعمیر شروع کی جس کو اورنگزیب نے (۱۶۶۲ء) میں مکمل کروایا، چونکہ یہ مسجد اورنگزیب کے دور میں مکمل ہوئی اس لیے اِس کو اُس کے نام سے منسوب کی جاتا ہے لیکن در حقیقت اِس مسجد کی بنیاد شاہ جہاں نے رکھی تھی اور اِس کا اندازِ تعمیر شاہ جہاں کا ہی اندازِ تعمیر ہے۔

---

[7] Kamil, *Architecure in Pakistan*,53.

شاہ جہاں جس کا دور حکومت ۱۰۳۷ھ سے شروع ہوتا ہے ۱۰۶۸ھ تک رہتا ہے اِس مغل فرمانروا کی پہچان تاج محل ہے لیکن اِس کے ساتھ ساتھ شاہ جہاں کا دور حکومت مغلوں کے دور حکومت میں مساجد کی تعمیر کے لحاظ سے سنہری دور ہے کیونکہ شاہ جہاں نے کسی بھی مغل حکمران کی نسبت سب سے زیادہ مساجد کی تعمیر میں دلچسپی لی اور تعمیر کروائیں۔ مساجد کی تعمیر کا یہ سلسلہ مسجد وزیر خان لاہور (۱۰۴۴ھ، ۳۵-۱۶۳۴ء) سے شروع ہوا، پھر بادشاہ نے اپنی صاحبزادی کے نام سے آگرہ (۱۰۵۸ھ، ۱۶۴۸ء) میں مسجد جہاں آراء تعمیر کروائی۔ اس کے بعد ٹھٹھہ میں (۶۸-۱۰۵۴ھ، ۵۷-۱۶۴۴ء) کے دوران جامع مسجد بنوائی۔ بادشاہِ وقت نے حضرت معین الدین چشتیؒ کے مزار کے قریب بھی اپنے نام سے مسجد تعمیر کی جو (۱۰۴۶ھ، ۱۶۳۶ء) کے درمیان تعمیر کی گئی۔ مینا مسجد نگینہ مسجد اور موتی مسجد لاہور بھی اسی مغل فرمانروا کے دور میں مکمل ہوئیں۔ موتی مسجد آگرہ بھی مغل بادشاہ شاہ جہاں نے تعمیر کروائی تھی[8] اِس مغل فرمانروا کو فنِ تعمیر سے خصوصی دلچسپی تھی، اُس نے اپنے 30 سالہ دورِ اقتدار میں بہت سی عظیم الشان عمارتیں تعمیر کروائیں، جن میں ایک موتی مسجد دہلی ہے۔ دہلی کے محل میں جو موتی مسجد تعمیر کی گئی تھی یہ مغل فرمانروا شاہ جہاں نے تعمیر کروائی تھی، یہ شاہ جہاں کی ذاتی یعنی شاہی مسجد تھی اُس کے اوپر جو نقش و نگار بنے ہوئے ہیں وہ شاہ جہاں نے خود اپنے ہاتھ سے بنائے تھے۔ بادشاہی مسجد لاہور سمیت تمام مساجد

---

[8] Ibid,121.

شاہ جہاں کی شروع کروائی ہوئی ہیں لیکن چند مساجد کی تکمیل اورنگزیب کے دور میں ہوئی تھی اِس لیے اورنگزیب کے نام سے منسوب ہیں، کیونکہ جس بادشاہ کے دور میں کوئی منصوبہ پایہ تکمیل پہنچتا ہے عموماً اُسی کا نام لکھا جاتا ہے۔

صاحبِ مسجد کا سوانحی خاکہ

مسجد پاک ویگھہ شریف کے تعمیر کنندہ الحاج ڈاکٹر حافظ محمد فرخ حفیظ صاحبؒ کا مختصر سوانحی خاکہ

الحاج ڈاکٹر حافظ محمد فرخ حفیظ صاحب 25نومبر 1955ء کو لاہور میں پیدا ہوئے۔ آپؒ کے والد ماجد کا نام حضرت محمد عبد الحفیظ صاحبؒ اور والدہ ماجدہ کا نام محترمہ انور فاطمہ صاحبہؒ ہے۔ دونوں کا تعلق دو عظیم اور قدیم مذہبی و روحانی خانوادوں کے ساتھ تھا۔

ننھیال

ننھیالی خاندان کے سربراہ حضرت محمود قادری چنابیؒ جو سومرو خاندان سے تعلق رکھتے تھے تقریباً پونے چار سو سال قبل سندھ سے تشریف لا کر لاہور اندرون مستی گیٹ اس جگہ پر قیام فرما ہوئے جس کا حکم ان کو خواب میں حضور ﷺ کی طرف سے ملا تھا۔ اور اِس بات کا ذکر اُن کے نواسے اور جناب ڈاکٹر صاحب کے جدِ اَمجد حضرت میاں نور محمد چنابیؒ نے اپنی کتاب شرح قصیدہ امالی میں کیا ہے۔ حضرت محمود قادری چنابیؒ نے لاہور میں تبلیغ دین اور روحانی تربیت کے جس

سلسلہ کا آغاز کیا وہ ان کی اولاد میں صدیوں تک جاری رہا۔ ان کا مزار پنجاب یونیورسٹی لاہور کے نواح میں اب تک موجود ہے۔

ددھیال

حضرت محمود قادری چنابیؒ گجرات کے موضع راجیکی میں تشریف لائے تو وہاں سے اس علاقے کی ایک معروف شخصیت حاجی احمد کے نوجوان صاحبزادے عبدالرحیم چنابیؒ کو بغرض تعلیم و تربیت اپنے ساتھ لاہور لے آئے۔ اور ان کی روحانی تربیت کی تکمیل پر اپنی صاحبزادی کا عقد ان سے کر دیا۔ ان کے ہاں ایک ہونہار فرزند پیدا ہوا جس کا نام محمد یحییٰؒ رکھا گیا(جو الحاج ڈاکٹر حافظ محمد فرخ حفیظ صاحبؒ کے جدِ اَمجد ہیں)۔ اُنھوں نے ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے نانا جان حضرت محمود قادری چنابیؒ کی آغوش شفقت میں حاصل کی اور اس کی تکمیل پر ان کو اپنے علاقہ گجرات میں لوگوں کی اصلاح اور خدمت خلق کا فریضہ سونپا گیا۔

حضرت محمد یحییٰ چنابیؒ نے علم و فضل اور زہد و تقویٰ کی بنا پر اپنے علاقے کے عوام کی اصلاح اور تعلیمِ اخلاق کا فریضہ سر انجام دیا۔ اُن کے زہد و تقویٰ اور تعلق باللہ کا اثر اُن کی چہرے پر نمایاں تھا اور پیشانی سے نور جھلکتا تھا۔ حضور ﷺ سے والہانہ محبت اور وابستگی کی وجہ سے اُن کی پہچان عوام الناس میں نور محمد چنابیؒ کے نام سے ہوئی اور اُن کا یہی نام اب تک معروف ہے۔ اُن کا مزار ضلع گجرات کے موضع راجیکی شریف میں اب تک مرجع خلائق ہے۔

میاں نور محمد چنابیؒ بحیثیت محرک مسجد پاک ویگھہ شریف

حضرت میاں نور محمد چنابیؒ کئی کتابوں کے مصنف تھے جن میں سے دو اب تک موجود ہیں۔ ایک شرح قصیدہ امالی جو ابھی قدیم قلمی حالت میں ہے اور اُس پر پنجاب یونیورسٹی لاہور کی طرف سے تحقیقی مقالہ شائع ہو چکا ہے۔ دوسری کتاب ''وسیلۃ الایمان'' جو تقریباً 150 سال قبل شائع ہوئی تھی اور کافی عرصہ دینی مدارس میں بطور تدریسی کتاب پڑھائی جاتی رہی۔ حضرت میاں نور محمد چنابیؒ کو ان کے آبائی گاؤں کے قریب موضع کیرانوالہ سیداں کے نواح میں ایک خاص مقام پر تقریباً ساڑھے تین سو سال قبل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ اُس وقت سے اِس جگہ کو پاک ویگھہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

اِسی مقام پر اُن کی اولاد کی دسویں پشت میں حضرت الحاج ڈاکٹر حافظ محمد فرخ حفیظ صاحبؒ کو ایک مخصوص مسجد تعمیر کرنے کا حکم ملا۔ جس کے اہم خدوخال اور تعمیری ہیئت سے بھی آگاہ کیا گیا۔

ابتدائی تعلیم و تربیت

جناب الحاج ڈاکٹر حافظ محمد فرخ حفیظ صاحبؒ نے اپنی ابتدائی تعلیم کا آغاز اپنے گھر سے کیا۔ آپ کی والدہ محترمہ اور والد ماجد دونوں دینی اور دنیاوی تعلیم سے آراستہ تھے۔ بلکہ آپ کی والدہ نے ایجوکیشن اور علوم اسلامیہ میں پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ماسٹر ڈگریاں حاصل کر رکھی تھیں۔ اُنہوں نے اپنے والد ماجد قطب الاقطاب حضرت حافظ شفیق احمد صاحبؒ (جناب ڈاکٹر صاحبؒ کے نانا

جان) جو اپنے دور کے جلیل القدر ولی اللہ تھے اور جن کا مزار قبرستان میانی صاحب لاہور میں اب تک مرجع خلائق ہے، کی راہنمائی میں زُہد و وَرع کے بلند مقامات حاصل کیے اور اُن کی یہی قابلیت اُن کے بیٹے جناب ڈاکٹر صاحبؒ کی تعلیم اور تعمیر کردار کی بنیاد بنی جس نے بچپن سے ہی اُن کو عشق رسول ﷺ کی راہ

گزر پر ڈال دیا۔

انہوں نے اپنے بیٹے جناب ڈاکٹر صاحبؒ کو عبادت و ریاضت کے رموز سے نہ صرف آشنا کیا بلکہ اِس سلسلہ میں بہت سے مشکل مقامات اپنی نگرانی اور شفقت سے طے کروائے۔ آپ کے والد ماجدؒ نے بھی آپؒ کے بچپن میں ہی آداب بندگی اور تعمیر شخصیت کی ساخت و پرواخت میں خصوصی دلچسپی لی۔ جس کی بدولت آغاز جوانی سے ہی جناب ڈاکٹر صاحبؒ نے بقول علامہ اقبالؒ ، ''نگاہ بلند، سُخن دلنواز، جاں پُرسوز'' کے رخت سفر کا آغاز کیا۔ جناب ڈاکٹر صاحبؒ نے میٹرک کے امتحان میں مشن ہائی سکول لاہور کی طرف سے نمایاں پوزیشن حاصل کی۔

پیشہ ورانہ تربیت اور اُس پر عملدرآمد

ابتدائی تعلیم کی تکمیل کے بعد نشتر میڈیکل کالج ملتان سے میڈیکل گریجویشن اور کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی لاہور اور اس کے ملحقہ اداروں سے امراض چشم کے علاج کی خصوصی تربیت حاصل کی اور اس کے بعد پنجاب پبلک سروس کمیشن کے امتحان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے کے بعد شعبہ امراض چشم میو ہسپتال

لاہور میں بحیثیت ریذیڈنٹ میڈیکل آفیسر، پروفیسر منیر الحق صاحب کی نگرانی میں امراض چشم کی عملی تربیت کا آغاز کیا۔

1-دوران تربیت دو امراض میں ریسرچ کا کام کیا اور اُن کے علاج کی نئی سمتیں متعین کیں۔ جن میں سے ایک Refractive Errors & its treatment (نظر کی کمزوری اور اُس کا علاج) اور دوسرا (آنکھ کے حساس پردے کی سوزش اور اُس کا علاج) Cystoid Macular Odema & its treatment شامل ہیں۔ تربیت کی تکمیل پر شعبہ امراض چشم میو ہسپتال لاہور کی طرف سے پہلی مرتبہ فلوروسین انجیوگرافی (Fluorescein Angiography) آنکھ کے حساس پردے میں خون کی نالیوں کی کیفیت کا مطالعہ) کے شعبہ کا آغاز کیا۔

2-شعبہ امراض چشم میو ہسپتال لاہور کی طرف سے پہلی مرتبہ فری موبائل آئی سروس کے شعبے کی ابتداء کی۔

3- دوران ملازمت شعبہ ادویات میو ہسپتال کی نگرانی کا فریضہ سونپا گیا تو ادویات کی تقسیم میں ہونے والی ادویات کی چوری روکنے کے لیے ادویات کے تقسیم کار کے طریقے میں بنیادی تبدیلیاں کیں جس کی وجہ سے ادویات کی چوری کا انسداد / سدباب ہو گیا۔

4- اپنے استاد پروفیسر ڈاکٹر منیر الحق صاحب کی قیادت میں آفتھلمالوجیکل سوسائٹی آف پاکستان (Opthalmological Society of Pakistan) کی طرف سے ہونے والی پچاس (50) سالہ بین الاقوامی ماہرینِ امراض چشم

کانفرنس کا انعقاد کیا جس پر حکومت پاکستان کی طرف سے خصوصی شیلڈ پیش کی گئی۔

5-اسی تجربے کی روشنی میں کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی کی 125 سالہ بین الاقوامی کانفرنس کے انتظامات میں نمایاں حصہ لیا۔

6-ماہرین امراض چشم کی ایفروایشین (AFRO-ASIAN) افریقہ اور ایشیاء کی مشترکہ بین الاقوامی کانفرنس کے انعقاد کے فرائض سرانجام دیئے۔

بعد ازاں آپ کو (Ophthalmological Society of Pakistan) آفتھلمالوجیکل سوسائٹی آف پاکستان کی طرف سے لائف ممبر شپ دی گئی۔

تصوف کے معاملات

اسی دوران 1988ء میں والد ماجد کی وفات کے بعد سرکاری ملازمت سے استعفیٰ دے کر معروف روحانی سلسلہ آستانہ عالیہ ڈیرہ حضرت میاں صاحبؒ کدھر شریف (منڈی بہاؤالدین) کی سربراہی کا فریضہ سنبھالا۔ ملازمت سے استعفیٰ کے بعد دینی اور روحانی معاملات کی تکمیل کے لیے ایک عظیم القدر ولی اللہ حضرت صوفی محمد عبدالغنی صاحبؒ سے شرف بیعت حاصل کیا اور تعمیرِ کردار کے لیے 10 سال تک دشت نوردی کرتے ہوئے دنیاوی معاملات سے کنارہ کش ہو کر تعلق باللہ (منازل سلوک) کے سلسلہ میں مُشقتوں اور ریاضات میں گزارے اور اُس کے بعد اپنے مرشد کے حکم پر عوام الناس کی اصلاح اور تربیت کے سلسلہ کا آغاز کیا جو تاحال جاری ہے۔ تقریباً پچاس ہزار (50,000) سے زائد افراد شرف بیعت کے ذریعے اس سلسلے سے وابستہ ہو چکے ہیں۔ تصوف کے 3 بنیادی

عوامل (1) تعلیم القرآن (2) انفرادی اور اجتماعی تعمیر کردار (3) خدمتِ خلق سے عوام الناس کو روشناس کیا اور اصول تصوف کو اجاگر کیا۔ اِس تمام عرصہ کے دوران جناب ڈاکٹر صاحبؒ نے سیاست، فرقہ واریت، مفاد پرستی اور حصولِ زر سے کلیتہً اجتناب کیا ہے اور اِسی چیز کا عوام الناس کو درس دیا ہے اُن کا نعرہ (Slogan) ہے۔

کچھ نہیں مانگتا شاہوں سے یہ شیدا تیرا
اِس کی دولت ہے فقط نقش کف پا تیرا

دوران طالبِ علمی شروع کیا جانے والا فری میڈیکل کیمپس کا تسلسل شعبہ امراض چشم سے وابستگی کے بعد فری آئی کیمپس میں بدل گیا۔ جو اِس تمام عرصہ میں جاری رہا اور اب تک جاری ہے جس کے تحت ملک کے طول و عرض میں لا تعداد فری میڈیکل اور آئی کیمپس کا اہتمام کیا گیا۔

طبی خدمات

1-زمانہ ءطالبعلمی میں 1975ء سے فری میڈیکل کیمپس کا آغاز کیا۔ جو ملک کے طول و عرض میں لگائے گئے اور ان کیمپس کی نگرانی کے لیے المصطفیٰ ﷺ ہسپتال آرگنائزیشن کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا جس کا مقصد صرف فری میڈیکل کیمپس کا انتظام و انصرام اور ان میں کام کرنے والے ڈاکٹر صاحبان اور میڈیکل سٹوڈنٹس کی آپس میں Co-ordination رابطہ بحال رکھنا تھا۔ ان کیمپس سے لاکھوں کی تعداد میں مریضوں نے استفادہ کیا۔

1982ء میں شعبہ امراض چشم میو ہسپتال لاہور میں شمولیت کے بعد فری آئی کیمپس کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا اور کچھ عرصے بعد فیضان ویلفیئر آرگنائزیشن کے نام سے امراض چشم اور امراض نسواں، زچہ و بچہ کے شعبہ میں فری کیمپس کے انعقاد کا اہتمام کیا۔ ان کیمپس میں امراض چشم اور امراض نسواں، زچہ و بچہ کے دیگر سپیشلسٹ ڈاکٹروں کو بھی شامل کیا گیا۔ فیضان ویلفیئر آرگنائزیشن کے تحت پاکستان کے مختلف علاقوں میں لگنے والے بے شمار کیمپس کے ساتھ ساتھ شعبہ گائنی میں 2 کل وقتی اور امراض چشم میں 7 جز وقتی مستقل خدمات کے مراکز قائم کیے گئے ہیں۔ ان آئی کیمپس میں ابتداء سے لے کر اب تک ڈاکٹر حافظ محمد فرخ حفیظ صاحب آنکھوں کے آپریشنوں کے ساتھ ساتھ ہمہ جہتی خدمات سرانجام

دیتے رہے ہیں[9]۔ اِن کیمپس میں صرف محترم ڈاکٹر صاحبؒ نے چالیس لاکھ (40,00,000) سے زائد مریضوں کا معائنہ، مشورہ اور علاج اور تقریباً چار لاکھ پچاس ہزار (4,50,000) سے زائد امراض چشم کے مریضوں کے آپریشن کیے۔ اِس تمام تر کارکردگی کا کچھ ریکارڈ تو موجود ہے اور شروع کا کچھ ریکارڈ حوادث زمانہ کی نظر ہو گیا ہے۔

مذہبی و روحانی خدمات۔

1- مرشد کامل کی راہنمائی میں مقامات سلوک کی تکمیل کے بعد تعمیر کردار کے شعبہ میں خدمات کا آغاز کیا۔ اب اس سلسلے میں بے شمار لوگ قرب الٰہی کے حصول کے لیے اپنی کاوش میں مصروف ہیں۔

2- میلاد النبی ﷺ، معراج النبی ﷺ، تحریک کربلا اور سلسلہ تصوف پر تحقیقی کام کیا اور قرآن پاک اور حدیث نبوی ﷺ کی روشنی میں ان حقائق کے وہ اہم ترین پہلو جنہیں اب تک اجاگر نہ کیا گیا تھا ان پر تحقیقی مقالے پیش کر کے تاریخ اسلام کی درخشندہ روایات میں اہم اضافہ کیا۔

3- عوام الناس کے ذہنوں میں اپنی تعلیمات کے ذریعے ناپسندیدہ رسوم، غیر اخلاقی رجحان اور حدود اللہ کی پامالی کے خلاف شعور بیدار کیا اور اُن کے اخلاق اور کردار سنوارنے کی جستجو کی ہے۔

---

[9] یہ مضمون جناب ڈاکٹر صاحبؒ کی حیات میں لکھا گیا، ۱۳ اکتوبر ۲۰۱۵ء ذوالحجہ کے تیسرے جمعۃ المبارک کو مسجد شریف کے یوم تاسیس کے موقع پر محفل نعت کے دوران جب قصیدہ بردہ شریف پڑھا جا رہا تھا اُس وقت جناب ڈاکٹر حافظ محمد فرخ حفیظؒ ہزاروں افراد کی موجودگی میں اِس دارِ فانی سے کوچ فرما گئے، اناللہ وانا علیہ راجعون۔

4-جمعۃ المبارک اور آستان پر ہونے والے دیگر مذہبی اجتماعات میں تفسیر قرآن پاک اور اصلاحی موضوعات پر 2500سے زائد لیکچر دیئے جن میں اکثر کا آڈیو ریکارڈ موجود ہے جسے ترتیب دینے کی کوشش کی جارہی ہے۔

5-عوام خصوصاً نوجوانوں میں تعلق باللہ اور قرب الٰہی کا ادراک پیدا کرنے کے لیے تحریک تہجد کا آغاز کیا۔ جس کو لوگوں خصوصاً نوجوانوں کی بڑی تعداد نے لبیک کہا اُس کی وجہ سے اُن کی سوچ بھی بدلی اور اُن کے اخلاق و کردار میں بھی تبدیلی آرہی ہے۔ دیگر فرقہ وارانہ نفرت ، اسٹیٹس کو(Status Quo)اور پرسنل پروجیکشن (Personal Projection) کے رجحان میں بتدریج کمی کے آثار پائے جاتے ہیں۔

6-عوام کے مختلف طبقوں خصوصاً دیہات میں خاندانی رقابتوں، باہمی رنجشوں اور جاہلانہ فتنہ و فساد، قتل و غارت میں بھی نمایاں کمی دیکھنے میں آئی ہے۔

7-زمانہ ء طالبعلمی میں مساجد کے پورے گراؤنڈ فلور پر مارکیٹوں کی تعمیری بدعت کو ختم کرنے کے لیے مربوط جدوجہد کی جس کے نتیجے میں اس بدعت کا خاتمہ ہوااور اس کے بعد کسی بھی بڑی مسجد کے گراؤنڈ فلور کو مارکیٹ میں تبدیل نہیں کیا گیا۔

8-الیکٹرونک میڈیا کے مزاحیہ پروگراموں میں شعائر اسلامی کے غلط استعمال کا نوٹس لیا اور سوشل میڈیا کے ساتھ ساتھ لاہور ہائیکورٹ سے اس تکلیف دہ عمل کے خلاف رولنگ پاس کروائی۔ تاکہ آئندہ کوئی الیکٹرونک میڈیا اپنے مزاحیہ پروگرامز میں اسلامی شعائر کی بے حرمتی نہ کرسکے ۔

9-اپنے قرب و جوار میں تقویٰ کی بنیاد پر بہت ساری مساجد کی تعمیر میں حصہ لیا اور خصوصاً منگووال غربی (ضلع گجرات) کے نواح میں تن، من، دھن کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ایسی مسجد کی تعمیر کا آغاز کیا جو تعمیری مراحل سے گزرتے ہوئے ایک عالمی شاہکار کی حیثیت اختیار کر چکی ہے۔ مسجد پاک ویگھہ شریف کے نام سے موسوم یہ مسجد اسی جگہ تعمیر ہو رہی ہے جہاں ڈاکٹر حافظ محمد فرخ حفیظ صاحبؒ کے جدِ امجد کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔

یہ مسجد شریف ملک و قوم کا وقار بھی ہے اور مرجع ءخلائق بھی ہے۔

مسجد پاک ویگھہ شریف کا تعارف

۲۱ویں صدی کے آغاز میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے صوبہ پنجاب کی ڈویژن گوجرانوالہ میں واقع ضلع گجرات کے قصبہ منگووال کے نواحی گاؤں کیرانوالہ شریف میں ایک ایسی مسجد کی تعمیر شروع کی گئی جس کو دیکھ کر دیکھنے والا دیکھتا ہی رہ جاتا ہے اور چند لمحوں کے لیے عقل دنگ اور زبان گنگ ہو جاتی ہے۔ اِس کرشمہ کو دیکھتے ہوئے انسان اِس بات کا اندازہ نہیں کر پاتا کہ وہ کب سے یہاں کھڑا ہے اور اِس دوران کلائی پر بندھی گھڑی نے کتنی دفعہ حرکت کی ۔اِس مسجد کا نام مسجد پاک ویگھہ شریف ہے۔ مسجد پاک ویگھہ شریف کی تعمیر ۱۸ ذی الحجہ ۱۴۲۱ ھجری کو بمطابق مارچ ۱۶، ۲۰۰۱ء بروز جمعتہ المبارک کو عصر کے وقت نماز عصر سے پہلے شروع کی گئی۔ دیوان خاص (چیمبر والی جگہ) بنیاد کے نیچے کا لینٹر مکمل ہونے کے بعد ذوالحج کے تیسرے جمعتہ المبارک کو عصر کے وقت نماز عصر سے پہلے

مسجد کے شمال مغربی کونے سے مسجد کی عمارت کی بنیاد اٹھائی گئی۔ عمارتیں عموماََ نظریہ ضرورت کے تحت تعمیر کی جاتی ہیں، لیکن اِس مسجد کی وجہِ تعمیر اِس کا روحانی پس منظر ہے، یہ ہی وجہ ہے کہ اِس کی بنیاد ہی دوسری عمارتوں سے مختلف طریقے سے اٹھائی گئی ہے، یہ مسجد شریف تین وجوہات کی بنیاد پر دوسری عمارتوں مختلف سے ہے۔ اس مسجد کی بنیاد روحانی پس منظر میں رکھی گئی جو اس کی نظریاتی اساس ہے اور اِس کا اظہار نہ صرف مسجد سے بلکہ اِس کے ہر حصے کے اندازِ تعمیر سے ہوتا ہے۔ مسجد کا روحانی پس منظر اور نظریاتی اساس اس کے ہر حصے میں موجود ہے اور نمایاں ہو رہا ہے۔

مقصدِ تعمیر

اِس مسجد کی تعمیر کا مقصد حضور ﷺ کی ہستی سے لازوال محبت کا عملی اظہار ہے۔ اسی وجہ سے مسجد پاک ویگھہ میں کندہ کی گئی زیادہ تر آیات رسول کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس سے متعلق ہیں مسجد کے مرکزی محراب کے اوپر بنائے گئے "پتہ" پر خطِ طغریٰ سے مماثل خط میں مسجد کا مقصدِ تعمیر لکھا گیا جو سورہ التوبہ کی آیت نمبر ۱۰۸ ہے۔

لَّمَسۡجِدٌ أُسِّسَ عَلَى ٱلتَّقۡوَىٰ مِنۡ أَوَّلِ يَوۡمٍ أَحَقُّ أَن تَقُومَ فِيهِۚ [10]۔

---

[10] القران الکریم،(۹:۱۰۸).

اِس مسجد کی بنیاد اِسی " تقویٰ" کے اصول پر اٹھائی گئی ہے۔اس مقصدِ تعمیر کو مرکزی محراب کے اوپر لگائے گئے خوبصورت پتہ نما پتھر میں اس لیے کندہ کیا گیا ہے تاکہ ہر آنے والے کو یہ سامنے نمایاں نظر آئے اور آنے والا مسجد کی وجہِ تعمیر سے آگاہ ہو جائے۔اِس لیے اِس کو مسجد میں سب سے اہم مقام پر کندہ کیا گیا ہے۔مسجد کے داخلی دروازے کے قریب فارسی زبان میں لکھا گیا شعر بھی اِس سلسلہ میں آنیوالوں کو رہنمائی دیتا ہے،جو درج ذیل ہے۔

انما الاعمال بالنیات

یہ مسجد قرآن پاک کی آیہ مبارکہ وَ أَن لَّيۡسَ لِلۡإِنسَٰنِ إِلَّا مَا سَعَىٰ [11] اور احادیث مبارکہ " انما الاعمال بالنیات" [12] کی زندہ وجاوید تعبیر ہے۔اِس مسجد شریف کی تعمیر نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اللہ رب العزت انسان کو وہ سب کچھ عطا فرماتا ہے جس کی انسان خلوص نیت سے کوشش کرتا ہے اور صدق دل سے اس کے لیے محنت کرتا ہے۔جب انسان اللہ رب العزت کو اپنی نیت، محنت، جذبہ استقلال، محبت اور کوشش کا یقین دلانے میں کامیاب ہو جاتا ہے تو پھر اُس قادر مطلق کے ہاں کسی شے کی کوئی کمی نہیں ہے، پھر رب کریم اُن انسانوں سے وہ کام لیتا ہے کہ دیکھنے والوں کی عقل دنگ رہ جاتی ہے اور شعور عاجز آجاتا ہے کہ

---

[11] القران،۳۹:۵۳.

[12] ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری، مختصر صحیح البخاری، کتاب بدء الوحی الیٰ رسول اللہ حدیث نمبر۱،ج۱،۲۱.

وہ اِس کرشمہ کو عقل کے معیار پر پرکھ سکے اور معجزہ کی بھی یہ ہی تعریف ہے کہ ایسا کام جس کو عقل تسلیم نہ کرے، اِس مسجد کی تعمیر کے حوالے سے ایک حیران کُن اَمر یہ ہے کہ اِس کی تعمیر اُن ہاتھوں نے کی ہے جنہیں اِس فن سے کوئی علاقہ ہی نہیں ہے۔ ابتداء میں مسجد کی تعمیر کے لیے ملک بھر سے ماہر کاریگروں کی خدمات لینے کا فیصلہ کیا گیا۔ اِس سلسلہ میں جب اُن سے رابطہ کیا گیا اور وہ مسجد کی تعمیر کے لیے پاک ویگھہ تشریف لائے تو چند دنوں بعد ہی انہوں نے معذرت کرلی اور واپس چلے گئے، کیونکہ وہ اُس معیار کا کام کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے جو مسجد پاک کے لیے مطلوب تھا۔ اِس کے بعد صاحبِ مسجد جناب ڈاکٹر محمد فرخ حفیظ صاحبؒ نے خود کام کرنے کا فیصلہ کیا، جب اپنے اِس جذبہ کا اظہار انہوں نے اپنے رفقاء سے کیا تو سب متعجب ہوئے کہ یہ کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ ہم اِس کام کو سرانجام دیں جس کو ماہر کاریگر کرنے سے عاجز آچکے ہیں۔ لیکن ڈاکٹر صاحبؒ کی شخصیت ایسی تھی کہ کوئی بھی اُن کے سامنے اپنی پریشانی کا اظہار نہ کر سکا، خاموش رہا، اور پھر ڈاکٹر صاحبؒ کی ہدایات کے مطابق مختلف کاموں کے لیے ٹیمیں تشکیل دی گئیں اور ان کے سربراہ مقرر کیے گئے، تمام ٹیموں نے اپنے سربراہوں کی زیر نگرانی کام شروع کیا اور مسجد کی تعمیر شروع ہو گئی، ان ٹیموں میں کوئی بھی شخص ایسا نہ تھا جس کا اس فن سے دور دور کا بھی واسطہ ہو، یا کم از کم یہ کام کبھی کسی نے اپنی زیر نگرانی کرایا ہی ہو اور پھر انہی ہاتھوں نے ڈیڑھ دہائی سے زیادہ عرصہ محنت شاقہ سے یہ شاہکار کھڑا کر دیا جو آنکھوں کو خیرہ کرتا ہے۔

تعین قبلہ

اِس مسجد کی تعمیر کی ابتداء سے ہی غیر معمولی واقعات پیش آنا شروع ہو گئے تھے۔ مسجد شریف کی تعمیر سے قبل قبلہ سمت کے تعین میں پے در پے ایسے عوامل پیش آئے جو غیر معمولی تھے۔ سب سے پہلے قطب نما لگا کر قبلہ سمت معلوم کی گئی، مگر اُس کو حتمی نہ سمجھا گیا، مزید تسلی کے لیے پاکستان آرمی سے رابطہ کیا گیا اور سروے آف پاکستان کی جیالوجیکل برانچ سے مدد لی گئی، سروے آف پاکستان کے جیالوجیکل ڈیپارٹمنٹ کی ٹیم پاک ویگھہ شریف آئی اور اُنہوں نے دن کی روشنی میں قبلہ سمت کا تعین کر دیا۔ اِس پر بھی حتمی اطمینان نہ کیا گیا اور اُس کے بعد محکمہ موسمیات کی طرف سے بتائے گئے دن قبلہ سمت کے تعین کا فیصلہ کیا گیا، کیونکہ اُس دن اگر زمین میں چھڑی گاڑ دی جائے تو مقررہ وقت پر اُس کا سایہ قبلہ سمت ہو جاتا ہے۔ اُس سال غالباً سولہ جولائی کے دن قبلہ سمت کا تعین ہونا تھا۔ جب سولہ جولائی کا دن آیا تو اُس روز بارش ہو رہی تھی، بارش کا یہ سلسلہ گزشتہ ہفتہ سے جاری تھا، اور مطلع مسلسل ابر آلود تھا، مقررہ دن ہونے والی بارش بھی گزشتہ روز سے جاری تھی، جب قبلہ سمت کا تعین کرنے کے لیے ٹیم وہاں پہنچی تو بارش جاری تھی، بارش دیکھ کر ساتھیوں نے باہم مشورہ کیا کہ چونکہ مطلع ابر آلود ہے اِس لیے بارش میں قبلہ سمت کا تعین ہونا مشکل ہے، ساتھیوں کی طرف سے یہ رائے آنے کے باوجود ڈاکٹر صاحبؒ نے دوپہر تقریباً ساڑھے بارہ بجے وہاں پہنچ کر تمام مطلوبہ اشیاء اکٹھا کیں اور قبلہ سمت کے تعین کے لیے اللہ کے اَمر کا انتظار کیا جانے لگا، کیونکہ محکمہ موسمیات کے مطابق دو بج کر ستائیس منٹ پر وہ وقت تھا

جب قبلہ سمت کا تعین ہونا تھا۔ دو بج کر پندرہ اور بیس کے درمیان کوئی وقت تھا تو اچانک بادلوں میں شگاف ہوا اور سورج کی کرنیں مسجد شریف والی جگہ پر پڑنے لگیں، یہ سلسلہ تقریباً آدھ گھنٹہ جاری رہا اس دوران قبلہ سمت کا تعین کیا گیا اور اس کا سابقہ تعین سے موازنہ کیا گیا، جب یہ کام مکمل ہو گیا تو دوبارہ بارش شروع ہو گئی، زمین پر رہتے ہوئے تو کوئی بندہ کہہ سکتا ہے کہ کسی نے واقعات میں تصرف کیا ہو گا، لیکن آسمانوں پر کسی کا زور نہیں چلتا ہے۔

بُنیاد

جیسا کہ ہر عمارت کی تعمیر اس کی بنیاد سے شروع ہوتی ہے اسی طرح مسجد شریف کی تعمیر بھی بنیاد سے شروع ہوئی، مسجد شریف کی بنیاد تین حصوں پر مشتمل ہے:

1. سب سے پہلا حصہ مسجد کا چیمبر (دیوانِ خاص) کہلاتا ہے، جس کو مسجد کا ہال بھی کہا جا سکتا ہے۔
2. دوسرا حصہ مسجد کا صحن
3. تیسرا حصہ داخلی راستہ ہے جو سیڑھیوں اور داخلی دروازے پر مشتمل ہے۔

چیمبر کی تعمیر

مسجد کی بنیاد رکھنے کے لیے پانچ فٹ کھدائی کی گئی یعنی مسجد کی بنیاد سطح زمین سے پانچ فٹ نیچے سے اٹھائی گئی اور چیمبر والی جگہ یعنی ہال کی تعمیر

شروع کی گئی جس کا کل رقبہ 67x133 فٹ ہے، اس کے نیچے زیرِ زمین کالے کیکر کے پائے دبائے گئے۔ موجودہ دور میں اِس طریقہ سے عمارتیں تعمیر نہیں کی جاتیں مگر صدیوں پہلے یہ طریقہ تعمیر رائج تھا۔ نئی عمارتوں میں شاید ایک بھی ایسی عمارت نہیں ہے جس کی تعمیر میں یہ طریقہ استعمال ہوا ہو، دورِ حاضر میں پُل یا بڑے پلازوں کی تعمیر کے دوران اُن کی بنیاد کو مضبوط بنانے کے لیے اُن کی بنیاد میں جو پائے بنائے جاتے ہیں وہ بھی کنکریٹ سے بنائے جاتے ہیں۔ عام رہائشی عمارتوں یا عوام الناس کے زیرِ استعمال آنے والی عمارتوں کی بنیاد میں کنکریٹ کے پائے بنانے کا بھی رواج نہیں ہے۔ لیکن مسجد کی بنیاد میں کالے کیکر کی لکڑی کے پائے استعمال کیے گئے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کالے کیکر کے اندر یہ صلاحیت رکھی ہے کہ اگر یہ صدیوں بھی مٹی کے اندر دبا رہے تو بھی اِس کی لکڑی خراب نہیں ہوتی اور مٹی یا دیگر زمینی عوامل اس پر اثر انداز نہیں ہوتے ہیں۔ کیکر کی لکڑی اپنی پائیداری میں شیشم سے بھی زیادہ مضبوط ہے، اِس لیے مسجد شریف کی بنیاد میں کالے کیکر کی لکڑی کے پائے استعمال کیے گئے ہیں۔ ویسے تو کیکر کے درخت کا عمومی رنگ کالا ہی ہوتا ہے لیکن کالا کیکر اس مخصوص درخت کو کہا جاتا ہے جس کی لکڑی اندر سے بھی کالی ہو چکی ہوتی ہے۔ ایسا درخت جس کی افزائش میں کوئی مسئلہ ہو اس کی لکڑی کالی نہیں ہوتی ہے، اس لیے ایسے درخت کی لکڑی کو تعمیری مقاصد کے لیے زیرِ استعمال نہیں لایا جاتا۔ موجودہ دور میں کالے کیکر کی لکڑی کی موجودگی کی ایک عملی مثال کھیوڑہ کے علاقے میں موجود نمک کی کانیں ہیں، ان کے اندر یہ لکڑی موجود ہے۔ اور یہ لکڑی اتنی زیادہ پرانی ہے کہ اس کے

متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ جب یہ دنیا Dismantle ہوئی تھی یعنی جب اِس دنیا کی ہیت بدلی، اِس میں جغرافیائی تبدیلی رونما ہوئی تو اُس سے پہلے اِس جگہ پر سمندر یا پانی کی ایک بڑی جھیل تھی، جو نمکین تھی اور اس کا پانی کھارا تھا۔ جب وہ سمندر یا جھیل خشک ہوئی تو اس کے کنارے جو کیکر کے درخت تھے ان کی لکڑی کھیوڑہ کی نمک کی کانوں میں موجود ہے، اور یہ لکڑی ابھی تک محفوظ اور کارآمد ہے، اُس لکڑی کو اگر دیاسلائی جلا کر لگائی جائے تو اُس میں سے ربڑ کے جلنے کی سی خوشبو آتی ہے[13]۔

مسجد کے چیمبر (دیوانِ خاص) یعنی ہال کی بنیاد میں کیکر کے پائے زمین میں دبانے کے بعد اس کے اوپر ایک چبوترہ (ٹیرس) بنایا گیا۔ بڑی عمارتوں کی بنیاد میں عمارت کی پائیداری بڑھانے کے لیے چبوترے بنائے جاتے ہیں، لیکن مسجد کا چبوترہ بھی عمومی چبوتروں سے یکسر مختلف ہے، اس کے چبوترہ میں مختلف حجم (سائز size) کے پتھر ڈالے گئے، سب سے نیچے موٹا پتھر ڈالا گیا اُس سے اوپر اُس سے باریک پتھر ڈالا گیا، اسی طرح پھر تہہ در تہہ مختلف حجم کے پتھر ڈالے گئے اور پھر سارے کے سارے پتھر پر چونا اور اینٹ کی سرخی سے بنے برادہ (پاوڈر powder) کو ڈالا گیا۔ چونا اور اینٹ کی سرخی جب ملا کر ڈالی جاتی ہے تو اینٹ کی سرخی چونے کو اتنی مضبوطی سے جوڑتی ہے کہ پھر اُس کو علیحدہ کرنا

---

[13] دنیا میں جغرافیائی تبدیلی رونما ہونا کوئی اچنبے کی بات نہیں ہے، ابھی چند سال بیشتر آزاد کشمیر میں آنے والے زلزلے نے نہ صرف اس علاقے کا جغرافیہ بدل دیا، بلکہ اس علاقے کے مکینوں کو شدید نقصان سے بھی دوچار ہونا پڑا ہے۔ اسی طرح انٹارکٹکا ایک براعظم تھا جو سارے کا سارا پانی میں چلا گیا اور اب اس کی جگہ ایک نیا رونما ہو گیا ہے۔

ناممکن ہو جاتا ہے۔اینٹ کی سرخی دو قسم کی ہوتی ہے ایک انتہائی باریک برادہ کی شکل میں ہوتی ہے اور دوسری دانے دار ہوتی ہے، دانے دار سرخی زیادہ طاقتور ہوتی ہے کیونکہ وہ چونے کے ساتھ مل کر اپنے اجزاءاُس کے اندر جذب کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ جس سے چونا اُس مٹی کے ساتھ مل کر ایک مصالحہ تیار کرتا ہے جو انتہائی مضبوط ہوتا ہے۔

مسجد کی بنیاد رکھنے کے لیے پانچ فٹ کھدائی کی گئی یعنی مسجد کی بنیاد سطح زمین سے پانچ فٹ نیچے سے اٹھائی گئی اور چیمبر (دیوانِ خاص) والی جگہ یعنی ہال کی تعمیر شروع کی گئی جس کا کل رقبہ 67x133 فٹ ہے، اُس کے نیچے زیرِ زمین کالے کیکر کے پائے دبائے گئے،اُن کے اوپر سڑکوں کی تعمیر میں استعمال ہونے والے پتھر (بجر) کی ایک فٹ موٹی تہہ لگائی گئی اُس پتھر میں کسی اور چیز کی بھرائی (فلنگ) نہیں کی گئی ،تاکہ وہ وقت کے ساتھ ساتھ زمین میں ہونے والی حرکتوں کو برداشت کرسکے۔اُس کے بعد بنیاد کو مزید مضبوط بنانے کے لیے اُس پر تین فٹ موٹے مزید دو لینٹر ڈالے گئے، پہلا لینٹر پتھر،اینٹوں کی کیری اور چونے کو مکس کر کے ڈالا گیا جبکہ اُس کے اوپر آدھا انچ موٹی پین بجری ،جلے ہوئے کنکروں کا برادہ دریائی پتھروں کو خصوصی بھٹی میں جلا کر تیار کیا جانے والا پاوڈر، برن کلنکر پاوڈر،(burnt clincer powde) اینٹوں کا برادہ،(powder brick) اور بھیگے ہوئے ٹھنڈے چونے(cream of lime) سے تیار کردہ خصوصی مصالحے کا چبوترہ بنایا گیااِس مصالحے کی خصوصیت ہے کہ یہ

سیمنٹ یا کسی بھی دوسرے چیزوں کو جوڑنے والے مواد (بائنڈنگ میٹریل binding material) سے کئی گنا زیادہ مضبوط ہوتا ہے۔

ہر عمارت کی مضبوطی قائم رکھنے کے لیے اُس کے نیچے (Damp Proof Course)DPC کی جاتی ہے لہذا مسجد کے نیچے بھی یہ کی گئی ہے۔ مسجد کی DPC بھی اپنی نوعیت کی منفرد DPC ہے۔ DPC کے پہلے مرحلے میں موٹے پتھروں کی ایک تہہ لگائی گئی اُس کے بعد اُن سے باریک اور پھر اِس طرح یہ سلسلہ کئی تہوں تک چلتا رہا حتیٰ کہ اُس تہہ میں سب سے اوپر آدھا انچ موٹائی والا پتھر ڈالا گیا اور پھر اُس کو چونا، سرخی اور جلائے گئے کنکروں سے بنائے گئے برادہ سے جوڑا گیا۔ یہ جلائے گئے کنکر درحقیقت لائم سٹون(Lime stone) ہے، جو دریا میں ٹریٹ ہو ہو کر چھوٹے چھوٹے پتھروں کی شکل میں بن چکا ہوتا ہے۔لائم سٹون سے کنکر بننے کا یہ عمل ہزاروں سالوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ مسجد پاک ویگھہ کے DPC میں استعمال ہونیوالا کنکریٹ اس لحاظ سے منفرد ہے کہ اس طرح کا میٹریل اس سے قبل کسی مسجد کے DPC میں استعمال نہیں ہوا ہے۔ لینٹر مکمل کرنے کے بعد اُس پر پانی چھوڑ دیا گیا اور پھر اُس کے اوپر مسلسل تین دن تک بلڈوزر چلایا گیا تاکہ لینٹر اچھی طرح بیٹھ جائے اور عمارت کی تعمیر کے بعد اُس کے زمین میں دھنس جانے کا امکان تک نہ رہے ۔اِس طرح مسجد کی بنیاد میں زمین کی تہہ پر ایک اور مضبوط تہہ لگا دی گئی تاکہ اگر کبھی وقت کے ساتھ زمین کی قدرتی رگوں میں دراڑ آئے تو بھی مسجد شریف کی عمارت بیٹھنے کا خطرہ نہ ہو۔

مسجد کے چیمبر(ہال)کی مغربی،شمالی،جنوبی اور اندرونی دیوار کو بنیاد سے بارہ فٹ چوڑا رکھا گیا، جبکہ چیمبر کی مشرقی دیوار کی چوڑائی چھ فٹ رکھ کر تعمیر شروع کر دی گئی ، چیمبر کی مشرقی دیوار مسجد کے صحن کی طرف ہے۔اُس کے بعد تمام متذکرہ دیواروں کو ہر دو وار کے بعدا طراف سے سوا دو دو انچ کم کرنا شروع کر دیا گیا، حتیٰ کہ چیمبر کی بیرونی مغربی،شمالی ، جنوبی اور اندرونی درمیانی دیوار کی چوڑائی ساڑھے چھ فٹ ،جبکہ چیمبر(ہال)کی مشرقی دیوار ساڑھے تین فٹ چوڑی رہ گئی۔اُس کے بعد دیواروں کی چوڑائی کو مزید کم نہیں کیا گیا بلکہ دیواروں کی مزید تعمیر مذکورہ چوڑائی میں ہی کی گئی، یہاں تک کہ دیواریں بنیاد سے اُنتیس(۲۹) فٹ اوپر اُٹھا لی گئیں۔بُنیاد کی دیواریں مطلوبہ اُونچائی تک اُٹھا نے کے بعد چیمبر کی دیواروں کے اندربنائے گئے چھ خانوں کی بھرائی کا سلسلہ شروع کر دیا۔اِن خانوں کی بھرائی کے لیے بھٹوں سے خصوصی طور پر زیادہ پکی ہوئی (کھنگر)اینٹیں منگوائی گئیں اور اُن کو خانوں کی بھرائی کے لیے استعمال کیا گیا، زیادہ پکی اینٹ کا انتخاب اِس لیے کیا گیا کہ زیادہ پکنے کی وجہ سے اینٹ وزن میں ہلکی ہوجاتی ہے اور اُس کی مضبوطی بڑھ جاتی ہے۔ زیادہ پکی اینٹ کی ایک یہ بھی خصوصیت ہے کہ وہ پانی جذب نہیں کرتی ہے۔

اینٹوں کی بھرائی کے دوران ہر خانے میں 4X4 مربع فٹ کے فاصلے پر اڑھائی مربع فٹ کے Air columns رکھے گئے، یہ Air columns

اڑھائی مربع فٹ چوڑائی سے شروع کیے گئے اور ہر دو تہوں (وار) کے بعد اُن کو اطراف سے سوا سوا انچ کم کر دیا جاتا،اینٹوں کی بھرائی کے ساتھ ساتھ ائیر کالمز کی تعمیر کا یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہاجب تک ائیر کالمز ٹاپ یعنی اوپر والی سطح پر آکر خود بخود بند نہ ہوگئے۔اینٹوں کی ہر تہہ کودوسری سے جوڑنے کے لیے لائم، کلنکر پاؤڈر اور برک پاؤڈر سے بنی پیسٹ کا استعمال کیا گیا۔ائیر کالمز کو بھی اسی پیسٹ سے جوڑا گیایہ کام چیمبر کے تمام یعنی چھ کے چھ خانو ں میں کیا گیا۔اِن کالمز کا یہ فائدہ ہے کہ جب موسم کی وجہ سے اینٹیں پھیلیں یا سکڑیں گی تو ان کے اندر اتنی گنجائش ہو گی کہ وہ اس حرکت کو برداشت کرسکے ، اگر ایسا نہ کیا جائے تو اس بات کا امکان ہوتا ہے کہ جب اینٹیں پھیلتی یا سکڑتی ہیں تو عمارت میں دراڑیں پڑ جاتی ہیں۔اِس امکان کو ہمیشہ کے لیے ختم کرنے کے لیے چیمبر(ہال) کے خانوں میں ائیر کالمز بنائے گئے ہیں۔

چیمبر کے خانوں کی بھرائی مکمل کرنے کے بعد چیمبرکے سارے فرش کی اینٹوں سے بھرائی کی گئی جس کی موٹائی ایک فٹ ہے۔اینٹوں کی ہر تہہ کو دوسری سے جوڑنے کے لیے پیسٹ استعمال کیا گیا۔اُس کے بعد سارے فرش پر آدھا انچ موٹی بجری ،کلنکر پاؤڈر،برک پاؤڈر اورلائم پر مشتمل مواد کی چار انچ موٹی ایک تہہ لگائی گئی۔مسجد شریف کی بنیاد کی بیرونی دیواروں پر بھی کلنکر پاؤڈر ،برک پاؤڈر اورلائم سے بنی پیسٹ کی

ایک تہہ چڑھائی گئی،اِس تہہ کا فائدہ یہ ہے کہ زمین کی نمی کبھی بھی مسجد کی بنیاد کی اینٹوں تک نہ پہنچ سکے گی۔

چیمبر کے نیچے بنائے گئے ائیر کالمز کے پیچھے دو ضروریات تھیں۔ ایک موسمی تبدیلی کا عنصر تھا کیونکہ ہمارے ہاں موسم کافی زیادہ تبدیل ہوتا ہے اور عموماً دس ڈگری سینٹی گریڈ سے چالیس ڈگری سینٹی گریڈ تک کے درمیان اِس میں تبدیلی رونما ہوتی ہے۔ اِس تبدیلی سے عمارتیں پھیلتی اور سکڑتی ہیں۔ اُن کے اِس عمل سے عمارتوں میں دراڑیں پڑ جاتی ہیں۔ جس سے اُس عمارت کی بنیادیں کمزور ہو جاتی ہیں۔ مسجد شریف کے چیمبر میں 4x4 فٹ کے فاصلے پر ائیر کالم رکھے گئے ہیں۔ جو نیچے سے 3x3 فٹ ہیں اور اوپر آکر ان کا حجم 1.5x1.5 ڈیڑھ بائے ڈیڑھ فٹ ہیں۔ اُن کو اوپر سے ٹیپر کر دیا گیا ہے۔ اِن ائیر کالمز کا ایک فائدہ یہ ہے کہ جب موسمی تبدیلی کی وجہ سے چیزیں پھیلیں گی تو اُن کا thrust ائیر کالمز میں آجائے گا۔ یہ ائیر کالم اِس طریقہ سے بنائے گئے ہیں کہ thrust اینٹ سے اینٹ کو نہیں جائے گا بلکہ کالم سے کالم کو جائے گا۔ دوسرا یہ کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اینٹیں تغیر پذیر ہونا شروع ہو جاتی ہیں، اگر اینٹ ایسی جگہ پر ہو جہاں اُس پر ہوا اور نمی اثر انداز نہ ہو تو ایسی جگہ پر اینٹ کے تغیر پذیر ہونے کا عمل ایک ہزار سال بعد شروع ہوتا ہے۔ اِن ائیر کالم کا مقصد یہ بھی ہے کہ جب اینٹوں کے متغیر ہونے کا عمل شروع ہو تو ان سے جو مواد نکلے وہ ان ائیر کالمز میں گرتا رہے جس سے مسجد کے چیمبر کی عمر مزید ایک ہزار سال بڑھ جائے گی۔

مسجد کے اطراف میں پتھر لگانے کی حکمت

مسجد شریف کے چیمبر کو مزید مضبوط بنانے کے لیے اینٹوں کی بنیاد کے ساتھ ساتھ ڈیم کی تعمیر میں استعمال ہونے والے پتھروں کی بھی ایک دس فٹ چوڑی اور پندرہ فٹ اونچی دیوار مسجد کی بنیاد کے ساتھ ہی اٹھائی گئی ہے۔ یہ دیوار مسجد کے چیمبر (ہال) اور صحن کی بارہ فٹ چوڑی دیوار کے ساتھ ساتھ تین اطراف میں بنائی گئی ہے۔ پتھر کی دس فٹ چوڑی اور پندرہ فٹ اونچی اِس دیوار کو اس طرح ڈھلوان دی گئی ہے کہ وہ نہ صرف مسجد کی بنیاد کی تین دیواروں کو اطراف سے سہارا دے رہی ہے بلکہ کبھی بھی اُن کو اپنی جگہ سے سرکنے نہ دے گی۔ کیونکہ پتھر اینٹ سے وزنی ہوتا ہے۔ مسجد کی اطراف میں استعمال ہونے والے پتھروں کا عمومی حجم ایک سے ڈیڑھ فٹ ہے، اُن کو تراش کر تہہ در تہہ دیوار بنائی گئی ہے اور ہر تہہ پر خصوصی طور پر تیار کی گئی پیسٹ کی نہایت پتلی تہہ ڈالی گئی ہے تاکہ وہ دراڑوں میں جاکر بیٹھ جائے اور پتھر مضبوطی سے ایک دوسرے سے جڑ جائیں۔ چونکہ پتھر اینٹ سے وزنی ہوتا ہے اِس لیے پتھروں سے تعمیر کردہ یہ بیرونی دیوار مسجد کی بنیاد کو تین اطراف سے دبائے رکھے گی، اگر اندر سے دیوار پر کوئی دباؤ آئے گا تو وہ اُس کو اٹھا رکھے گی۔ یہ دیوار مسجد کی اطراف میں بنی گرین بیلٹ کے نیچے ہے۔

صحن اور دیواروں کی تعمیر

مسجد شریف کا صحن تین زیرزمین آرچز پر مشتمل ہے،جن کی دیواروں کی بنیاد چیمبر کی بنیاد کے ساتھ ہی سطح زمین سے پانچ فٹ کھدائی کرنے کے بعد اُٹھائی گئی ہے۔صحن کی بیرونی دیواروں کی بنیاد ساڑھے نو فٹ جبکہ اندرونی دودیواروں کی بنیاد ساڑھے چھ فٹ چوڑی رکھی گئی ہے۔بنیاد کے بعد ہر دو وار کے بعد تمام دیواروں کی چوڑائی اطراف سے سوا دو دو انچ کم کر دی گئی ہےیعنی ہر دیوار کو مجموعی طور پر ساڑھے چار انچ کم کیا گیا ہے۔یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہا جب تک بیرونی دیواروں کی چوڑائی ساڑھے چھ فٹ اور اندرونی دیواروں کی چوڑائی ساڑھے تین تین فٹ تک نہیں رہ گئی۔اُس کے بعد اُن دیواروں کو صحن کی بالائی سطح تک اِسی چوڑائی میں تعمیر کیا گیا۔جو بنیاد سے تقریبا انتیس فٹ اونچی ہیں۔اُن دیواروں کو آپس میں جوڑنے اور بنیاد کو مزید مضبوط بنانے کے لیے صحن کے تینوں کالمز کے درمیان آرچز بنائی گئی ہیں جن کی چوڑائی اٹھارہ انچ ہے۔بنیاد سے لے کر آرچز تک تینوں کالمز کو گوندھی ہوئی مٹی سے بھرا گیا ہے۔

اُس کے بعد آرچز کے اوپر بچ جانے والی جگہ کی اینٹوں سے بھرائی کی گئی ہے،اینٹوں کی ہر تہہ کو آپس میں پیسٹ سے جوڑا گیا ہے۔اُس کے اوپر کلنکر پاؤڈر ،برک پاؤڈر،لائم اور ہاف انچ موٹی پین بجری کا پیسٹ تیار کرکے چار انچ چوڑا / موٹا لینٹر ڈالا گیاہے۔

مسجد کے صحن میں جو آرچز بنائی گئی ہیں وہ longitudinal ہیں۔ یہ اِس لیے بنائی گئی ہیں کہ اگر کبھی کسی حادثہ کی وجہ سے مسجد کی دیواروں کو نقصان پہنچے تو بھی اِس کی آرچ کے کھلنے کا کوئی خطرہ نہ ہو اور نہ ہی یہ آرچ غار کا منظر پیش کرنے لگے۔ اِن آرچز کو مزید مضبوط اور محفوظ بنانے کے لیے اِن میں گوندھی ہوئی مٹی کے قالب بنائے گئے ہیں اور اُن کو گوندھی ہوئی مٹی سے بھر دیا گیا ہے اور صرف مٹی نہیں ڈالی گئی بلکہ اُس سے بڑھ کر بھی کچھ انتظامات کیے گئے ہیں، کیونکہ اگر صرف مٹی ڈالی جاتی تو ممکن تھا کہ وقت گزرنے کے ساتھ لوگ اِس کو کھود لیتے اور اِس کے نیچے ہجرے یا خفیہ تہہ خانے بنانے کی کوشش کرتے، ایسی کوئی بھی کوشش روکنے کے لیے مسجد کی بنیاد کے اندر خصوصی اقدامات کیے گئے ہیں۔ کیونکہ ایسے کسی بھی کام کی مسجد شریف میں اجازت نہیں ہے تاکہ کوئی شخص اِس میں بے وضو نہ ہو، اگر کوئی شخص مسجد کے ہجرے میں چلہ کرتا تو لازماوہ وہاں پر ہی سوتا، جس سے اس کا وضو قائم نہ رہتا لہذا مسجد کے نیچے کسی بھی قسم کی ممکنہ تعمیر کے تمام راستے مسدود کر دیئے گئے ہیں۔ اِس اقدام میں مسجد کی ideology اور spiritual back ground شامل ہے۔ اس لیے مسجد کے صحن کی آرچز کو لونگی چیونل رکھا گیا، آرچز کو لونگی چیونل رکھنے کا مقصد structural back ground بھی تھا اور spiritual back ground بھی تھا۔ تاکہ بیرونی حوادث کی صورت میں اُس کے اندر سوراخ یا غار نہ بن سکیں اور نہ ہی کوئی شخص کھود کر اُس کے اندر تہہ خانے بنا سکے۔ لہذا اب مسجد کی بیرونی دیوار چھ فٹ کا ایک علیحدہ سٹرکچر ہے اور اُس کی آرچز کی اندرونی دیواریں علیحدہ

سے ایک مکمل سٹرکچر ہے۔ مسجد کی بیرونی دیوار کے بعد اُس کے اندر آرچز کی علیحدہ اندرونی دیواریں ہیں۔ پھر اُن دیواروں کے اندر گوندھی ہوئی مٹی ڈالی گئی ہے، گوندھی ہوئی مٹی کی یہ خاصیت ہے کہ وہ مرتی نہیں ہے۔ جس علاقہ میں مسجد کی تعمیر کی گئی ہے کسی دور میں یہ علاقے دریاوں کے ڈیلٹے تھے پھر اِن علاقوں میں آہستہ آہستہ پہاڑوں سے مٹی بہہ کر آئی۔ دریاوں کا ڈیلٹا ہونے کی وجہ سے اِن علاقوں کی مٹی میں ریت شامل ہے۔ اب بھی کھدائی کرنے پر ستر یا اسی فٹ کے فاصلہ پر آپ کو صرف ریت ملے گی وہ ریت دراصل وہ پتھر ہیں جو پانی میں بہہ کر آیا کرتے تھے اور جب وہ ٹوٹے تو آہستہ آہستہ ریت میں تبدیل ہو گئے۔ یہ پتھر دراصل sand stone تھے اور اِن کے dismantle ہونے کی وجہ سے ریت بنی تھی اور اب بھی زمین میں کافی گہرائی تک وہ ریت پائی جاتی ہے۔ اُس کے بعد پھر نیچے اصل زمین کی تہہ شروع ہوتی ہے، آج بھی پانی کے بور کے لیے جب کھدائی کی جاتی ہے تو ستر یا اسی فٹ پر پہنچتے ہی ریت نظر آجاتی ہے۔ یہ ہی ریت سطح زمین والی مٹی میں بھی ملی ہوئی ہے۔ یہ ہزاروں سال کے عمل کا نتیجہ ہے۔ جس کے نتیجے میں ایسی زمین بنتی ہے، دریاوں میں جو مٹی بہہ کر آتی ہے اِس کو مقامی زبان میں بَھل کہا جاتا ہے اِس مٹی میں ریت بھی شامل ہوتی ہے۔ اِسی وجہ سے دریاوں کے کنارے جو علاقے ہیں اُن کو میرا کہا جاتا ہے کہ اُس علاقے کی مٹی میں ریت شامل ہوتی ہے جس وجہ سے اُس علاقے کی زمین نرم ہوتی ہے۔ چونکہ ریت مٹی سے نرم ہوتی ہے اِس لیے بارش اور دیگر قدرتی عوامل جب اُس پر اثر انداز ہوتے ہیں تو ریت نیچے بیٹھنا شروع ہو جاتی ہے یہ تحقیق

جیالوجی سے ثابت شدہ ہے۔ مستقبل میں ایسی کوئی بھی صورتِ حال پیش نہ آئے اِس لیے اِس کی پیش بندی کی گئی ہے۔ چونکہ مسجد کی عمارت multi-dimensional building ہے اِس لیے اِس کی تعمیر میں سائنس اور اُس کی متعلقہ تمام شاخیں پوری آب و تاب کے ساتھ شامل ہیں۔

سیڑھیوں کا طریقہ تعمیر

مسجد شریف کی سیڑھیاں بھی دو حصوں پر مشتمل ہیں، مسجد میں داخل ہونے کے لیے جوں ہی آپ پہلی سیڑھیوں سے گزرتے ہیں تو خود کو ایک بیس فٹ چوڑے چبوترے پر پاتے ہیں جس کی بنیاد موجودہ گراونڈ لیول سے ڈیڑھ فٹ نیچے سے شروع ہوتی ہے۔ چبوترے کی بنیاد سے سات فٹ اوپر تک گوندھی ہوئی مٹی ڈالی گئی ہے، جس کے اوپر اٹھارہ انچ چوڑی آرچ بنائی گئی ہے۔ آرچ سے چبوترے تک جگہ کی اینٹوں سے بھرائی کی گئی ، اینٹوں کی ہر تہہ کو دوسری سے جوڑنے کے لیے پیسٹ کا استعمال کیا گیا۔ اُس کے بعد سیڑھیوں کا دوسرا حصہ شروع ہوتا ہے جس کی بنیاد مسجد کے چیمبر (ہال) اور صحن کے ساتھ ہی رکھ دی گئی تھی۔ یعنی اس کی بنیاد بھی روڈلیول سے پانچ فٹ نیچے سے شروع ہوتی ہے۔ اِس حصہ کی بنیاد میں بھی سب سے پہلے ایک فٹ بجر ڈالا گیا اُس کے بعد کلنکر پاؤڈر، برک پاؤڈر ، لائم اور آدھا انچ موٹی بجری پر مشتمل مواد کی چھ انچ موٹی تہہ لگائی گئی (لینٹر ڈالا گیا) اِس تہہ کے بعد سیڑھیوں کی بنیاد سے ہی اینٹوں کی بھرائی شروع کر دی گئی، جن کو آپس میں پیسٹ

سے جوڑا گیا۔ سیڑھیوں اور چبوترے کی(29) انتیس فٹ گہری بنیاد اس لیے رکھی گئی کہ اِس سے نہ صرف مسجد کا داخلی راستہ مضبوط ہو جائے گا بلکہ بنیاد سے لے کر اوپر کی سطح تک مسجد کی عمارت کو انتیس فٹ گہری اور مضبوط بنیاد کے ساتھ چاروں طرف سے لاک کر دیا گیا۔ مسجد کی ابتدائی سیڑھیوں کی بنیاد بھی اسی طرح اٹھائی گئی ہے اور اُس کے نیچے بھی ایک فٹ بجر ڈالا گیا اُس کے بعد کلنکر پاؤڈر، برک پاؤڈر ، لائم اور آدھا انچ موٹی بجری پر مشتمل مواد کی چھ انچ موٹی تہہ لگائی گئی۔

مسجد کی تعمیر میں استعمال ہونے والا مٹیریل

مسجد کی تعمیر میں کیکر کے پائے، پہاڑی پتھر، پسی ہوئی اینٹ، شوگر مل اور رائس مل کی ویسٹ، دریاوں سے چنے گئے کنکر، چونا، اینٹ، سلور اور سٹین لیس سٹیل کے راڈ، سفید ماربل سنگِ مَر مَر بادل اور سُپر وائٹ ماربل، مختلف قسم کا قیمتی پتھر اور ٹیٹنیم استعمال ہوا ہے۔

مصالحہ کی تیاری

کنکر جلانے کا طریقہ اور بھٹی کے ماہر کا مکالمہ

جب دریا کے کناروں سے اکٹھے کیے گئے کنکروں کو جلانے کا مرحلہ آیا تو اِس معاملے میں بھی اللہ کی مدد شامل حال ہوئی، یہ بھی مسجد کی تاریخ کے متعلق ایک اہم معاملہ ہے۔ "This is the part of the Mosque history"
کیونکہ صاحبِ مسجد اِن کنکروں کو جلانے سے بلکل ناواقف تھے اِس سلسلہ میں

اُنہوں نے شاہی قلعہ لاہور میں متعلقہ شعبہ کے ماہر سے رابطہ کیا اُس وقت شاہی قلعہ لاہور میں اِس کام کا ماہر ایک ہی شخص تھا، اُس نے کنکروں کو جلانے کے لیے گوبر کے اوپلے استعمال کرنے کی شرط رکھ دی کہ وہ کنکروں کو گوبر کے اوپلوں کی مدد سے جلائے گا۔ صاحبِ مسجد نے اُس کے بتائے گئے طریقے کے مطابق کنکر جلوانے سے انکار کر دیا اُن کا موقف تھا کہ وہ ایک پاک مسجد تعمیر کروا رہے ہیں اِس لیے اِس کی تعمیر میں کسی بھی ناپاک چیز کو استعمال کرنے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا ہے۔ جس پر اُس شخص نے صاحبِ مسجد کے ساتھ آنے سے انکار کر دیا۔ شاہی قلعہ سے واپسی پر صاحبِ مسجد پاک ویگھ پہنچے تو دیکھا کہ وہاں شوگر مل کی ویسٹ پڑی ہوئی ہے، یہ ویسٹ کون لے کر آیا یا کِس کے کہنے پر آئی یہ معاملہ آج تک ایک راز ہے اور کوئی بھی اِس کے متعلق نہیں جانتا ہے۔ اِس شوگر مل کی ویسٹ کی consistency گوبر جیسی تھی لیکن وہ پاک صاف تھی اِس میں توہ (چاول کی ویسٹ) ملا دی گئی۔ جس سے معیاری اوپلے تیار ہوئے بھٹی میں پہلی آگ سائیکل کی ٹیوب پر مٹی کا تیل ڈال کر لگائی گئی، پہلی بھٹی آٹھ دن میں تیار ہوئی، جب کنکر نکالے گئے تو وہ انتہائی خستہ تھے حالانکہ اِس کام کا اِس سے پہلے مسجد بنانے والی ٹیم میں کسی کو بھی تجربہ نہ تھا۔ یہ کام اللہ کی مدد سے کیا گیا۔ جلے ہوئے کنکر کا برادہ نمی روکنے کی صلاحیت رکھتا ہے، یعنی (humidity proector) ہوتا ہے۔ یہ نمی روکنے کی صلاحیت روکنے والا ایک بہترین برادہ ہے۔ پُرانی عمارتوں میں اس برادہ سے پلستر بھی کیا گیا ہے۔ مغلوں نے موتی مسجد دہلی کی پشت پر بھی اسی برادہ کا پلستر کیا ہے۔ اس کی تعمیر کو چار سو (۴۰۰) سال سے

زیادہ ہو گئے ہیں اور ابھی تک اُس کا پلستر بلکل ٹھیک ہے۔ اُس مسجد کا پلستر جلا کر تیار کیے گئے کنکروں کے برادہ (برنٹ کلنکر پاوڈر) سے ہوا ہے۔ کلنکر پاوڈر کو چونے میں ملا کر اِس لیے استعمال کیا جاتا ہے کہ اُس سے اِس کی مضبوطی میں کئی گنا اضافہ ہو جاتا ہے۔ چونکہ اِس میں نمی روکنے کی صلاحیت بھی ہوتی ہے اِس لیے اِس کو پرانے طریقہ تعمیر میں پلستروں میں استعمال کیا جاتا تھا۔ مسجد پاک ویکھہ میں اس کا استعمال اینٹوں کی چنائی میں بھی کیا گیا ہے اور چیمبر کے DPC کے اوپر بھی اس مصالحہ کی 9 انچ موٹی تہہ چڑھائی گئی ہے۔ اِس تہہ میں ہاف انچ ڈاون باریک بجری، چونے کی کریم، کلنکر برادہ اور اینٹ کی سرخی استعمال کی گئی ہے۔ انگریز نے بھی اپنے دور حکومت میں لاہور میں اِس طریقہ تعمیر کو استعمال کیا تھا۔ ضلع کچہری لاہور، سینٹ ہال، گورنمنٹ کالج لاہور (جی سی یونیورسٹی) گورنمنٹ سنٹرل ماڈل سکول لوئر مال، گورنمنٹ مشن ہائی سکول رنگ محل، پانی والا تالاب، اُس سے ملحقہ سکول، لارنس گارڈن، لاہور ہائیکورٹ، جی پی او، منٹگمری ہال، عجائب خانہ، آرٹ سکول اور زنانہ جیل خانہ اِس مصالحہ سے ہی تعمیر کیے گئے ہیں۔ اِس کے علاوہ کنٹونمنٹ بورڈ کی کافی عمارتیں بھی اُسی دور میں اِسی مصالحہ سے تعمیر کی گئی ہیں جن میں کینٹ کی حدود میں واقع میاں میر کے قریب گرجاگھر بھی شامل ہے۔ یہ ساری ایک ہی ماہر تعمیرات کنھیالال کی بنائی ہوئی عمارتیں ہیں، جو انگریز

دور میں ایگزیکٹو انجنیئر لاہور ڈویژن تھے[14]۔ اُس دور میں اینٹیں "بدھو کے آوے" سے آتی تھیں۔ اس وقت کے بھٹوں کو آوا کہا جاتا تھا۔

مصالحہ کی وجہ انتخاب

اِس مسجد کی تعمیر میں اس مصالحے کے استعمال کرنے کی وجہ صاحب مسجد کے ساتھ پیش آنے والا ایک واقعہ ہے۔ 1992 میں جب پاکستان میں ایک خوفناک سیلاب آیا تھا۔ اُن دنوں ایک رات صاحبِ مسجد جناب ڈاکٹر صاحب کھیوڑہ میں موجود تھے[15]۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ اُس رات کھیوڑہ میں اتنی زیادہ بارش ہوئی کہ پہاڑی پر سے بھی پانی بہہ گیا۔ بارش تھمی حالات سنبھلے تو وہ باہر نکلے اور انہوں نے دیکھا کہ کھیوڑہ میں نالے کے ساتھ ساتھ انگریز دور میں تعمیر کی جانے والی صدیوں پرانی دیوار بھی پانی کی نذر ہوگئی ہے اور اُس کے بڑے بڑے ٹکڑے نالے کے اندر گرے ہوئے تھے اور اُن کے اوپر سے اتنا زیادہ پانی گزرا ہے کہ پتھر کے اوپر پانی کی وجہ سے خم (erosions) بن گئے ہیں یعنی پتھر گھس گیا ہے پتھر کے گھسنے کی وجہ یہ تھی کہ وہ ریتلا (sand stone) تھا۔ لیکن حیرت کی بات یہ تھی کی جو پِسا ہوا کرش اُن پتھروں کے نیچے ڈالا گیا تھا وہ ابھی تک اُن کے ساتھ چپکا ہوا تھا، دیوار کے ٹوٹ کر گرنے کے باوجود اُس کے (20) بیس یا (30) تیس فٹ کے ٹکڑے آپس میں جڑے ہوئے تھے، اُن کی بائنڈگ قائم تھی۔ صدیوں

---

14 کنھیالال، تاریخ لاہور، وکٹوریا پریس لاہور، ۱۸۸۴، ۲۱.

15 کھیوڑہ میں نمک کی کانیں پائی جاتی ہیں، جس کی وجہ سے یہ دنیا بھر میں مشہور ہے، یہ علاقہ پنجاب کے ضلع جہلم میں واقعہ ہے۔

بعد بھی دیوار میں دراڑیں وہاں آئیں جہاں مصالحہ کم استعمال کیا گیا تھا یا مصالحہ ڈالنے کے دوران اس میں کوئی نقص پیدا ہوا تھا۔

مسجد پاک ویگھہ شریف کی تعمیر میں جو بائنڈگ میٹریل استعمال کیا گیا وہ اِسی تجربے کی روشنی میں استعمال کیا گیا ہے۔ یہ اِس مسجد کا دیگر عمارتوں سے structural difference ہے۔ مغل شہنشاوں نے اپنے دور حکومت میں جو تعمیرات کی ہیں اُن کی بنیاد اینٹوں سے شروع ہوتی ہے۔ ماہرین تعمیرات کا ایک عمومی خیال ہے کہ شاید بادشاہی مسجد لاہور کا چیمبر اِس طریقہ پر تعمیر کیا گیا ہے، یہ ہی وجہ ہے کہ اتنا وزنی / بھاری سٹرکچر ہونے کے باوجود ابھی تک اُس میں کوئی دراڑ نہیں آئی ہے، لیکن اِس کا حتمی ثبوت موجود نہیں ہے۔ اِس کے علاوہ بھی بادشاہی مسجد میں ایک کام ہوا ہے اُس کے پورے صحن کے نیچے آرچز بنائی گئی ہیں اور اُن کے اوپر صحن تعمیر کیا گیا ہے، کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو اب تک اُس کے صحن کا لیول خراب ہو چکا ہوتا جبکہ اُس کے ہال یعنی چیمبر کے نیچے اینٹوں کا مکمل چبوترہ ہے اور صحن کے نیچے آرچز بنائی گئی ہیں، اب اُس کے فرش میں جو مسئلہ پیدا ہوا ہے وہ اُس حصہ میں پیدا ہوا ہے جہاں انگریز کے دور حکومت میں کھیوڑہ اور چکوال سے لاکر سرخ slabs ڈالی گئی تھیں۔ اُن میں بارش کی وجہ سے erosion خم پیدا ہو گیا ہے۔ اُن پتھروں میں جہاں دراڑیں آئی ہیں وہاں سے فرش اکھڑ گیا ہے۔ لیکن اُس میں کہیں بھی گڑھے پیدا نہیں ہوئے ہیں، بادشاہی مسجد کو plinth level سے نیچے دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ اُس کے صحن میں آرچز بنائی گئی ہیں۔

محراب کی فلاسفی

محراب کی ایک spiritual back ground ہے۔ محراب اصل میں دیوار کا جھکاو ہے اور یہ جھکاو اس بندے کو ہے جو اپنا سر زمین پر رکھ دیتا ہے۔ محراب کا یہ جھکاو ''خلیفۃ فی الارض'' کے منصب کے لیے ہے۔ کائنات میں اللہ رب العزت کے بعد جو سب سے معتبر ہے اُس شخص کے لیے اللہ کے گھر کی دیواریں بھی جھک جاتی ہیں۔ یہ سوچ خانہ کعبہ میں بھی عملاَ موجود ہے حطیم گول ہے اور حطیم کا رخ حضور اکرم ﷺ کے روزہِ اقدس کی طرف ہے اور یہ ہی محراب کی آئیڈیالوجی ہے۔ فنِ تعمیر پر گفتگو کرنے والے ماہرین محراب کے متعلق عموماَ اِس خیال کا اظہار کرتے ہیں کہ مسجد نبوی ﷺ میں پہلا محراب حضرت عمر بن عبد العزیز نے تعمیر کرایا۔ اسی طرح کچھ ماہرین کا قیاس ہے کہ مسلمانوں میں محراب کا تصور جامع مسجد دمشق کو تعمیر کرتے وقت وجود میں آیا، مگر ہماری رائے اِس سے مختلف ہے، محراب کے سلسلہ میں ہمیں قرآن پاک سے یہ رہنمائی حاصل ہوتی ہے کہ حضرت ذکریاؑ اور محراب کا آپس میں گہرا ربط ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں حضرت یحییٰؑ کے متعلق فرشتوں کے ذریعے خوشخبری اُس وقت دی تھی جب وہ محراب میں عبادت کر رہے تھے۔ سورہ الِ عمران میں اللہ رب العزت نے فرمایا۔

فَنَادَتْهُ ٱلْمَلَـٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُصَلِّي فِي ٱلْمِحْرَابِ أَنَّ ٱللَّهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيَىٰ مُصَدِّقًۢا بِكَلِمَةٍ مِّنَ

ٱللَّهِ وَسَيِّدٗا وَحَصُورٗا وَنَبِيّٗا مِّنَ ٱلصَّٰلِحِينَ[16] ۔

اسی طرح سورہ مریم میں اللہ رب العزت نے فرمایا۔

فَخَرَجَ عَلَىٰ قَوۡمِهِۦ مِنَ ٱلۡمِحۡرَابِ فَأَوۡحَىٰٓ إِلَيۡهِمۡ أَن سَبِّحُواْ بُكۡرَةٗ وَعَشِيّٗا[17] ۔

اس کے علاوہ بھی محراب سے متعلق ہمیں قرآن پاک سے سیدنا سلیمانؑ کے سلسلہ میں رہنمائی ملتی ہے، کیونکہ جب انہوں نے مسجد اقصیٰ کی تعمیر کی تو انہوں نے اِس میں محراب بنائے، جس کو پھلانگ کر دو فرشتے جھگڑتے ہوئے انسانی شکل میں اُن کے پاس حاضر ہوئے۔

وَهَلۡ أَتَىٰكَ نَبَؤُاْ ٱلۡخَصۡمِ إِذۡ تَسَوَّرُواْ ٱلۡمِحۡرَابَ[18] ۔

آیاتِ بالا سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان عبادت گاہ میں محراب کی اہمیت سے آگاہ تھے اور انہیں اُس کی مذہبی اہمیت کا مکمل ادراک تھا۔ البتہ یہ بات قابلِ غور ہو سکتی ہے کہ مسلمانوں نے اپنے فنِ تعمیر میں جو محرابیں بنائیں اُس کے لیے انہوں نے پہلے سے رائج طریقہ تعمیر سے استفادہ کیا لیکن جہاں تک اُس کی مذہبی حیثیت کا تعلق ہے تو اُس سے مسلمان اُس کو تعمیر کرنے سے پہلے ہی آگاہ تھے۔

---

[16] القران الکریم، ۳:۳۹.

[17] القران الکریم، ۱۹:۱۱.

[18] القران الکریم، ۳۸:۲۱.

تین محرابوں کا مقصد

مسجد شریف کو اگر باہر سے دیکھیں تو صرف ایک ہی محراب نظر آئے گا، لیکن اُس کے دیوانِ خاص میں در حقیقت تین محراب ہیں، دیوار کی چوڑائی چھ فٹ ہونے کی وجہ سے باقی دو محراب باہر سے نظر نہیں آتے، کیونکہ وہ دیوار ہی میں بنائے گئے ہیں اور اندر موجود ہیں، مسجد پاک ویگھہ شریف کے چیمبر میں بنائے گئے تین محرابوں میں سے درمیانی محراب تو امام صاحب کے لیے جبکہ باقی دو محرابیں دائیں اور بائیں جانب والے دونوں افراد کے لیے ہے۔ امام دو طرف سلام پھیرتا ہے اُس میں ایک تو اُس کے مخاطب دونوں طرف بیٹھے منکر نکیر ہیں جو موجود ہوتے ہیں۔ دوسرا اُس کے مخاطب دائیں اور بائیں جانب والے افراد یعنی عوام الناس بھی ہوتے ہیں۔ اُن میں وہ تمام مخلوقات بھی شامل ہیں جو اُس وقت نماز میں شامل ہوتی ہیں۔ امام کے پیچھے درمیان میں جو آدمی آتا ہے وہ دائیں طرف شمار کیا جاتا ہے۔ یہ محرابیں نمازیوں کے سجدے کے احترام کی علامت ہیں۔

گنبد کی آئیڈیالوجی

"The ideology of Dome is that the dome denotes the dignity of the building, when it is raised pointing towards sky"

گُنبد کی آسمان کی جانب اٹھان عمارت کے تقدس کا اظہار ہوتا ہے اور درمیان سے اس کا پھیلاو عمارت کی روحانیت کا اپنے گردوپیش پر موجود اثرات کا پتہ دیتا ہے۔

گُنبدوں کا طریقہِ تعمیر

گُنبدوں کی طرزِ تعمیر میں مسجد شریف کے تینوں بنیادی حقائق اندازِ تعمیر، نظریاتی اساس اور روحانی پس منظر شامل کیے گئے ہیں۔ گنبدوں کی مضبوطی دوہری چھت کی متقاضی ہے، اِس لیے یہ گنبد بھی دوہرے ہی تعمیر کیے گئے ہیں۔ یہ گنبد پہلے سے تعمیر کسی عمارت کی نقل نہیں ہیں بلکہ صاحبِ مسجد نے باتوفیق الہیٰ ایک پتھر پر اُس کے خدوخال کو ڈیزائن کیا اُس پتھر کو بھی سنگ تراشی(carving) کے ذریعے محفوظ کر دیا گیا ہے۔

تاج محل، بادشاہی مسجد مشہور مساجد اور مقبروں کے گنبدوں کا مشاہدہ کرنے سے معلوم ہو گا کہ یہ سب کے سب (half sphere) آدھے کرہ میں تعمیر کیے گئےہیں، کیونکہ ہمارے ہاں گنبد عموماً (convex arch) مُحدب نما طرز پر بنائے جاتے ہیں، مستری عموما بیک وقت دو آرچز نہیں لگا سکتے ہیں۔ اللہ رب العزت نے صاحبِ مسجد کو گنبدوں کی تعمیر کے متعلق خصوصی رہنمائی عطا فرمائی کہ: "The Dome should be pointed towards Sky" جب گنبد کو تعمیر کیا جاتا ہے تو چھت کو مرتفع سطح پر اُٹھایا جاتا ہے، (elevate) کیا جاتا ہے۔ چھت سیدھی بھی بنائی جاسکتی ہے اُس کو صرف خوبصورتی کے لیے (elevate) نہیں کیا جاتا۔

"This is not only for beauty, This is the sign of dignity of the building that its roof is pointing towards Sky."

مسجد کے گنبد بغیر قالب کے بنے ہوئے ہیں کیونکہ نیچے والے گنبد کے نیچے تو انتہائی زیادہ کارونگ تھی، اِس لیے قالب نہیں لگ سکتا تھا اور اوپر والے گنبد پر اِس لیے قالب نہیں لگ سکتا تھا کہ اِس کے اطراف میں پتھر لگ رہا تھا اور وہ پتھر دوبارہ اپنی جگہ سے ہٹایا نہیں جا سکتا تھا ورنہ قالب نکالنے کے لیے پورا گنبد گرانا پڑتا جو بہر حال ناممکن تھا۔ اِس لیے اِن گنبدوں کو اِس طرح سے تعمیر کیا گیا ہے کہ قالب استعمال کرنے کی ضرورت ہی پیش نہ آئے۔ نیچے اور اوپر والے گنبدوں کے درمیان اینٹوں کی بھرائی کی گئی ہے۔ بڑے گنبد میں تقریباً 20 ہزار اینٹ لگی ہے اُس سے چھوٹے میں لگ بھگ 15 ہزار اور سب سے چھوٹے میں کم و بیش 10 ہزار اینٹ استعمال کی گئی ہے۔ گنبد کی تعمیر کے دوران اینٹیں اور پتھر آپس میں باندھے گئے ہیں۔ کیونکہ پتھر اینٹ سے بہت بھاری ہوتا ہے۔ گنبد کو غور سے دیکھیں تو معلوم ہو گا کہ اُس میں ایک تہہ بڑے پتھر کی ہوتی ہے اور دوسری چھوٹے پتھر کی ہوتی ہے۔ مساجد یا دیگر عمارتوں کے گنبد اسی طرز پر تعمیر کیے جاتے ہیں لہٰذا گنبدوں کے چھوٹے پتھر کی باہر نظر آنے والی موٹائی عموماً 3 سے 4 انچ ہوتی ہے اور اُن کا حجم گنبد کے حجم کے برابر ہوتا ہے۔

مسجد شریف کے بڑے گنبد کے بڑے پتھروں یعنی پہلی سطح پر لگائے گئے پتھروں کا حجم ڈیڑھ سے دو فٹ کے درمیان ہے، ڈیڑھ سے دو فٹ کا پتھر اینٹ سے کئی گنا وزنی ہوتا ہے اور اگر یہ ایک دوسرے پر جما کر رکھے جائیں تو یہ کبھی بھی ایک دوسرے پر کھڑے نہیں ہو سکتے ہیں اُوپر والے پتھروں کے وزن سے نیچے والے ٹوٹ جائیں گے۔ اِن پتھروں کو لگانے کا طریقہ یہ ہے کہ ہر دو بڑے پتھروں کے

درمیان ایک (Header) سیر وڈالتے ہیں، یعنی ایک پتھر چھوٹے حجم کا ڈالتے ہیں۔ وہ پتھر حقیقت میں حجم میں چھوٹا نہیں ہوتا ہے بلکہ اُس کی چوڑائی باہر نظر آرہی ہوتی ہے اور لمبائی اینٹوں کے اندر گئی ہوتی ہے۔ وہ آدھا پتھر اینٹوں کے اندر تک گیا ہوتا ہے۔ وہ چھوٹے پتھروں کی تہہ درحقیقت اُوپر والے بڑے پتھروں کا بوجھ اٹھاتی ہے۔اِس لیے جب بڑے پتھروں کی ایک تہہ مکمل ہو جاتی ہے تو اُس کے بعد پھر چھوٹے پتھروں کی تہہ جمائی جاتی ہے۔ اُس کو اندر کی طرف سے اینٹوں کے ساتھ باندھا جاتا ہے۔ اگر اِس کے علاوہ کسی بھی طریقے سے گنبد پر پتھر لگانے کی کوشش کی جائے گی تو وہ ناکام ہو گی اور گنبد تعمیر نہیں کیا جاسکے گا۔ کیونکہ جب تک پتھر اور اینٹ کی آپس میں بائنڈنگ نہیں ہو گی پتھر گنبد پر کھڑے نہیں رہ سکیں گے۔ اتنے وزنی پتھر کو محض کوئی مصالحہ آپس میں نہیں جوڑ سکتا ہے اور اگر کوئی اِن کو pins کے ذریعے جوڑنے کی کوشش کرے گا تو یہ کوشش بھی بے سود ثابت ہو گی۔ مسجد شریف کے گنبدوں میں بھی سٹین لیس سٹیل کی پنز کا استعمال کیا گیا ہے لیکن یہ درحقیقت ایک اضافی حفاظتی اقدام ہے، جس کو مضبوطی بڑھانے کے لیے لگایا گیا ہے۔

"It's just an additional measure"

مسجد شریف کا ہر پتھر دوسرے پتھر کے ساتھ اِن پنز کے ذریعے جڑا ہوا ہے اور ہر پتھر اپنے اندر کے سٹرکچر کے ساتھ بھی اِن پنز کی مدد سے جوڑا گیا ہے۔ اِس کے لیے اینٹوں کے اندر ایک فٹ لمبا اور چار انچ چوڑا ماربل کا ٹکڑا رکھ کر اُس ٹکڑے کے اندر سوراخ کیا گیا ہے۔ ماربل کے اُس ٹکڑے کو درمیان سے باریک

کیا جاتا ہے اور اُس کی اطراف موٹی رکھی جاتی ہیں تاکہ وہ دیوار کی چنائی میں پھنس جائے اُس پتھر میں وہ پنز لگائی جاتی ہیں جنہوں نے باہر لگائے گئے پتھروں کو جکڑا ہوتا ہے۔اِس کو مقامی زبان میں چابی کہا جاتا ہے۔ یہ پن اینٹ میں نہیں لگائی جاتی ہے کیونکہ اینٹ میں erosion ہوتی ہے (اینٹ تغیر پذیر ہوتی ہے) اور اگر پن اینٹ میں لگائی گئی ہوگی تو جب اینٹ متغیر ہوگی اُس وقت پن فری ہو جائے گی اور پتھر گرنے کا خدشہ ہوگا۔ اگر اینٹ میں پن لگائی جائے گی تو پریشر کی وجہ سے اُس میں(erosion) بھی جلدی شروع ہو جائیگی۔

مسجد شریف کے گنبدوں کو دو پرکاروں کی مدد سے تعمیر کیا گیا ہے۔ ایک (convex) مُحدب اور دوسری (concave) مُعقر ہے۔ اگر اِن گنبدوں کو ایک پرکار میں لایا جاتا تو یہ بھی دیگر (auto cad) گنبدوں کی طرح ہی ہوتے شیخ زید مسجد ابو ظہبی کے گنبد بھی(inverted tears domes)ہیں۔عام طور پر گنبد قالب دار چھت کی مدد سے بنائے جاتے ہیں لیکن تاریخی عمارتوں پر جو گنبد تعمیر کیے جاتے ہیں وہ قالب دار چھت پر نہیں بنے ہوئے ہوتے۔ "those are on the arches" بلکہ چھت کو جن آرچز نے سپورٹ کیا ہوتا ہے اُن آرچز پر گنبد کھڑے ہوتے ہیں۔ بادشاہی مسجد کے گنبد بھی آرچز پر کھڑے ہیں۔ گنبد ہمیشہ آرچز پر کھڑا ہوتا ہے۔ کیونکہ چھت گنبد کا بوجھ نہیں برداشت کر سکتی ہے۔ اب مساجد میں(reinforcement)کے گنبد بنائے جاتے ہیں۔"These are not ideological domes" اُس کے نیچے ایک بیم ڈال دی جاتی ہے اُس کے اوپر گنبد بنا دیا جاتا ہے یہ گنبد بہت چھوٹے اور

کم وزن ہوتے ہیں۔ وہ (ornamental) نمائشی گنبد ہوتے ہیں، جو گنبد حقیقت میں چھت کا اظہار کرتا ہے یہ وہ والے گنبد نہیں ہیں، یعنی یہ ایسے گنبد نہیں ہیں جو معبد کا اظہار کرتے ہیں۔

گنبدوں کی زلفیں

مسجد شریف کے گُنبدوں کی باقاعدہ زلفیں تراشی گئی ہیں جو دیکھنے والے کو مسحور کر دیتی ہیں۔ اُن کی تعداد بھی چوبیس ہے جو گنبد کے ٹاپ سے شروع ہوتی ہیں اور پورے گنبد کا احاطہ کیے ہوئے ہیں، یہ زلفیں نہ صرف گُنبد کی عظمت کی غماز ہیں بلکہ گُنبد کی شان بے نیازی بھی اُن سے جھلکتی ہے۔

مساجد میں خطاطی کا مقصد

مساجد میں لکھی گئی قرآنی آیات محض تزئین وآرائش نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے فرامین کا اس کے گھر میں ہونا ایک ضابطہ ہے۔ کیونکہ آپ جب بھی کسی ادارے میں جاتے ہیں تو اُس ادارے میں اُس کے سربراہ کی طرف سے ہدایات موجود ہوتی ہیں۔ جن پر عملدرآمد ادارے میں آنے والے تمام افراد پر لازم ہوتا ہے۔ یہ آیات محض تزئین و آرائش نہیں ہیں بلکہ ایک ضابطہ (protocol) ہے۔ اِن کا ایک پس منظر ہوتا ہے اور ایک خاص نظریہ (Idealodgy) کے تحت یہ آیات لکھی جاتی ہیں مسجد شریف کی تعمیر میں ہر چیز کے پیچھے ایک مکمل نظریہ موجود ہے۔

مختلف اور نادر رسم الخط کا استعمال

مسجد میں کی گئی تمام خطاطی فردِ واحد کی محنت کا ثمر ہے، اِس خطاطی کا رسم الخط بھی اپنی نوعیت کا نادر رسم الخط ہے۔ اِس سے قبل کسی بھی عمارت میں اِس رسم الخط میں خطاطی نہیں کی گئی ہے، یہ رسم الخط طغریٰ کے قریب ہے، لیکن اُس سے مختلف ہے۔ یہ خطاطی ایک ایسے فرد نے کی ہے جنہیں اِس فن سے علاقہ ہی نہ تھا اور پیشے کے لحاظ سے ڈاکٹر تھے۔ مسجد شریف میں ہونے والی ساری خطاطی جناب ڈاکٹر محمد فرخ حفیظ صاحبؒ نے اپنے ہاتھ سے کی ہے۔ اِس رسم الخط کو (Intellectual Property Oganisation of Pakistan) نے (Awesome National Monument) یعنی تاریخی ورثہ تسلیم کیا ہے اور مسجد شریف کا ایک اہم خاصہ قرار دیا ہے۔ کسی بھی دوسرے شخص کو تحریری اجازت کے بغیر اِس کو نقل کرنے سے روک دیا گیا ہے۔ مسجد کی خطاطی میں کوفی، ثلث اور طغریٰ رسم الخط سے مشابہہ رسم الخط بھی استعمال کیا گیا ہے۔

سورہ یسٰ کی فضیلت اور چھت پر لکھنے کی حکمت

مسجد شریف کے گنبدوں کے اوپر سورہ یسٰ لکھی گئی ہے، سورہ یسٰ قرآنِ پاک کا دل ہے۔ یہ وہ سورہ ہے جب نبی کریم ﷺ مکہ سے دشمنوں کے نرغے سے نکلے تھے تو اُنہوں نے یہ سورہ پڑھتے ہوئے دشمنوں پر خاک پھینکی تھی جس سے دشمن حواس باختہ ہو گئے تھے۔ سورہ یسٰ کو حفاظت کے لیے مُجرب سمجھا جاتا ہے۔ دشمنوں سے حفاظت کے لیے ایک معروف وظیفہ حزب البحر ہے، جس کو

پانی کی بحر بھی کہا جاتا ہے، کیونکہ اِس وظیفہ کو پانی کے پاس رہ کر کیا جاتا ہے، اُس وظیفہ میں سورہ یسٰ کے متعلق درج ہے کہ ''یسٰ سقفونا'' یسٰ ہماری چھت ہے۔ اسی فرمان کے تحت اِس سورہ کو مسجد شریف کے گنبدوں پر باہر کی طرف اور چھت پر لکھا گیا ہے کہ یااللہ تیری سورہ اِس پر لکھ دی گئی ہے، یہ سورہ مبارکہ اِس کا تاج ہے۔ ہم نے اپنی تمام کوشش کر چھوڑی ہے اب اِس کو سنبھالنا تیری ذمہ داری ہے۔ دنیا میں جتنی بھی عمارتیں ہیں اُن میں تعمیر کیے گئے گنبدعموماً پہلے سیدھے جاتے ہیں پھر اُن پر آرچز بنتی ہیں اور اُس کے بعد اُن کے اوپر ایک چھوٹا سا گنبد بنتا ہے۔ 17 فٹ قطر میں ماربل میں گنبد بنانا انتہائی مشکل کام ہے بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ فنِ تعمیر کے قاعدہ کے مطابق یہ ناممکن ہے تو بے جا نہ ہو گا۔ اِس گنبد کی مضبوطی کو چیک کرنے کے لیے جو لوگ بلائے گئے اُنہوں نے جب اِس کا معائنہ کیا تو اُس کے بعد اپنے ریمارکس میں کہا کہ یہ تو ایک پہاڑی بن گئی ہے۔ بحرحال اُن لوگوں کے اِن ریمارکس کے باوجود سورہ یسٰ لکھ دی گئی ہے۔

مرکزی گنبد میں لکھی گئی آیات کا پس منظر

چیمبر کے اندر ہونے والی خطاطی(calligraphy) ہمہ گیر(multi-dimensional) ہے۔ مرکزی گنبد کی اندرونی سطح پر جو رکوع لکھا گیا ہے وہ بھی صاحبِ مسجد کا اپنا منتخب کیا ہوا نہیں ہے، اُس کا انتخاب بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوا۔ البتہٰ صاحبِ مسجد کو جو اِس رکوع کے منتخب ہونے کی وجہ سمجھ میں آئی وہ یہ ہے کہ رکوع ہذا حضور نبی اکرم ﷺ کے مُقامِ محمود عطا ہونے سے تعلق رکھتا ہے اور مُقامِ محمود کا تعلق تہجد کے ساتھ ہے۔ جب یہ رکوع لکھا گیا

تو اُس وقت اِس کی اہمیت کا اندازہ نہ تھا، محض ایک جگہ سے اِس کو لکھنا شروع کر دیا گیا۔ اب عین جہاں مسجد کا منشور ہے اُس کے اوپر جو لفظ آتا ہے وہ "فتہجد بہ" ہے، یعنی تہجد کا لفظ آتا ہے۔ اِس سورہ مبارکہ کو لکھنے کے بعد علم ہوا کہ مسجد شریف کا تہجد کے وقت کے ساتھ خصوصی تعلق ہے جو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا پسندیدہ وقت ہے، کیونکہ اُس وقت اللہ کے حضور حاضر ہونے کی ایک خاص اہمیت ہے، اُس وقت اللہ رب العزت کی رحمتوں کا نزول انتہائی کرم کے ساتھ جاری ہوتا ہے۔ مرکزی گنبد میں اِس رکوع کا انتخاب بھی صاحبِ مسجد نے خود نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رہنمائی ملی تھی، کیونکہ صاحبِ مسجد نے متعدد دفعہ اِن آیات کو بدلنے کی کوشش کی لیکن کوئی بھی دوسری آیات اِس گنبد میں پوری نہیں آئی اور نہ ہی لکھی جا سکی ہے۔

"حولہ" کا "کیلی گرافک لاک"

مسجد کے مرکزی گنبد کے چھت کی اندرونی طرف سیلنگ میں گول دائرے کے اندر ایک آیہ مبارکہ لکھی ہوئی ہے، اس سیلنگ میں "کیلی گرافک لاک" لگا ہوا ہے۔ اس لاک کو بھی دنیا میں یونیک اور اینٹیک کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا۔ یہ "کیلی گرافی لاک" انتہائی بامعنی ہے، "کیلی گرافک لاک" کی ایکالوجی یہ ہے کہ جتنے لفظ لکھے جاتے ہیں اُن کے بنیادی حروف کو کُنڈے کی شکل میں اوپر لایا جاتا ہے۔ "کیلی گرافک لاک" پوری عبارت کو اپنے اندر سمیٹ لیتا ہے (compact کر دیتا ہے) اور اِس عبارت کے اسرار کو محفوظ کر لیتا ہے۔ اِس کی مثال ایک دھاگے والے پرس سی ہے، جس طرح دھاگے والے پرس کا جب

دھاگہ کھینچا جاتا ہے تو پورا پرس بند ہو جاتا ہے اور پرس کے اندر جو کچھ ہے وہ محفوظ ہو جاتا ہے۔ ''کیلی گرافک لاک'' بھی اِسی طرح پوری عبارت کو محفوظ کرلیتا ہے۔ اِس میں بھی ایسے ہی ہوا ہے فنِ کتابت کا اصول ہے کہ الف، لام اور را کے کُنڈے بنائے جاتے ہیں، صاحبِ مسجد اِس فن سے بھی آشنا نہ تھے کیونکہ پیشہ کے لحاظ سے وہ ایک ڈاکٹر تھے۔ لیکن جب اُنہوں نے اِن آیات کی خطاطی کی تو اُنہوں نے آیات کے کنڈے بنا دیئے، اِن کنڈوں کے درمیان ایک لاک لگتا ہے جب اِن کُنڈوں کو گنا گیا تو چودہ کُنڈے اور ایک لاک تھا، ڈاکٹر صاحبؒ کا خیال تھا کہ یہ کنڈے چودہ نہیں بلکہ سات، گیارہ یا اکیس ہونے چاہیں ان کنڈوں کو کم یا زیادہ کرنے کی جتنی بھی کوشش کی گئی اُس میں کامیابی حاصل نہ ہو سکی اور وہ چودہ ہی رہے۔ اُن کے درمیان ''حولہ'' کا ایک بامعنی لاک لگا دیا گیا۔ ''حولہ'' کا مطلب ہے اُس کے گرد

(around it) اُس ''حولہ'' کے لاک نے سارے کنڈوں کو باندھ کر اپنا بھرپور کردار ادا کیا کہ پوری کائنات ارضی کی طنابیں آقائے دوجہاں حضور اکرم ﷺ کے ہاتھ میں ہیں۔ ''حولہ'' اُن سب پر محیط ہے۔ اُن کُنڈوں کو لاک میں باندھنے کی حکمت یہ ہے کہ ہر چیز کی گرپ آپ ﷺ کے ہاتھ میں ہے مرکزی گنبد میں سورہ الاسراء کی پہلی آیت لکھی گئی ہے۔

سُبۡحَٰنَ ٱلَّذِيٓ أَسۡرَىٰ بِعَبۡدِهِۦ لَيۡلٗا مِّنَ ٱلۡمَسۡجِدِ ٱلۡحَرَامِ إِلَى ٱلۡمَسۡجِدِ ٱلۡأَقۡصَا ٱلَّذِي بَٰرَكۡنَا

حَوۡلَهُۥ لِنُرِيَهُۥ مِنۡ ءَايَٰتِنَآۚ إِنَّهُۥ هُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلۡبَصِيرُ[19].

مرکزی درمیانی گنبد کے درمیان میں یہ آیہ مبارکہ لکھے جانے کے بعد اس آیہ مبارکہ کے اطراف میں گول بارڈر میں اِسی سورہ مبارکہ کی آیت نمبر ۷۸ سے لیکر ۸۴ تک لکھی گئی ہے، جو درج ذیل ہے۔

أَقِمِ ٱلصَّلَوٰةَ لِدُلُوكِ ٱلشَّمۡسِ إِلَىٰ غَسَقِ ٱلَّيۡلِ وَقُرۡءَانَ ٱلۡفَجۡرِۖ إِنَّ قُرۡءَانَ ٱلۡفَجۡرِ كَانَ مَشۡهُودٗا ٧٨ وَمِنَ ٱلَّيۡلِ فَتَهَجَّدۡ بِهِۦ نَافِلَةٗ لَّكَ عَسَىٰٓ أَن يَبۡعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامٗا مَّحۡمُودٗا ٧٩ وَقُل رَّبِّ أَدۡخِلۡنِي مُدۡخَلَ صِدۡقٖ وَأَخۡرِجۡنِي مُخۡرَجَ صِدۡقٖ وَٱجۡعَل لِّي مِن لَّدُنكَ سُلۡطَٰنٗا نَّصِيرٗا ٨٠ وَقُلۡ جَآءَ ٱلۡحَقُّ وَزَهَقَ ٱلۡبَٰطِلُۚ إِنَّ ٱلۡبَٰطِلَ كَانَ زَهُوقٗا ٨١ وَنُنَزِّلُ مِنَ ٱلۡقُرۡءَانِ مَا هُوَ شِفَآءٞ وَرَحۡمَةٞ لِّلۡمُؤۡمِنِينَ وَلَا يَزِيدُ ٱلظَّٰلِمِينَ إِلَّا خَسَارٗا ٨٢ وَإِذَآ أَنۡعَمۡنَا عَلَى ٱلۡإِنسَٰنِ أَعۡرَضَ وَنَـَٔا بِجَانِبِهِۦ وَإِذَا مَسَّهُ ٱلشَّرُّ كَانَ يَـُٔوسٗا ٨٣ قُلۡ كُلّٞ يَعۡمَلُ عَلَىٰ

---

[19] القران الکریم، ۱۷:۱۔

شَاكِلَتِهِۦ فَرَبُّكُمۡ أَعۡلَمُ بِمَنۡ هُوَ أَهۡدَىٰ سَبِيلٗا [20]۔

اِن آیات کے درمیان خاتم النبیین ﷺ کے درج ذیل آٹھ صفاتی نام لکھے گئے ہیں۔

1- سیدنا و مولنا سیدنا محمد رحمۃ العالمین ﷺ

2- سیدنا و مولنا سیدنا محمد سید المرسلین ﷺ

3- سیدنا و مولنا سیدنا محمد روف رحیم ﷺ

4- سیدنا و مولنا سیدنا محمد نور الھدیٰ ﷺ

5- سیدنا و مولنا سیدنا محمد خاتم النبیین ﷺ

6- سیدنا و مولنا سیدنا محمد جدِ الحسن و الحسین ﷺ

7- سیدنا و مولنا سیدنا محمد سید الکونین ﷺ

8- سیدنا و مولنا سیدنا محمد مجتبیٰ مصطفیٰ ﷺ

مرکزی گنبد کے دائیں اور بائیں تعمیر کیے گئے گنبدوں میں بھی آیاتِ قرآنی لکھی گئی ہیں، جن کا تعلق نبی کریم ﷺ کے بلند درجات سے ہی ہے۔ اُن میں جنوب مغربی گنبد میں سورہ القدر کندہ کی گئی ہے، جس کا تعلق لیلۃ القدر سے ہے۔

بِّسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ
إِنَّآ أَنزَلۡنَٰهُ فِي لَيۡلَةِ ٱلۡقَدۡرِ ١ وَمَآ أَدۡرَىٰكَ مَا لَيۡلَةُ ٱلۡقَدۡرِ ٢ لَيۡلَةُ ٱلۡقَدۡرِ خَيۡرٞ مِّنۡ أَلۡفِ شَهۡرٖ ٣ تَنَزَّلُ ٱلۡمَلَٰٓئِكَةُ وَٱلرُّوحُ فِيهَا

---

[20] القران الکریم، ۱۷:۸۴،۸۷۔

بِإِذۡنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمۡرٖ ٤ سَلَٰمٌ هِيَ حَتَّىٰ مَطۡلَعِ ٱلۡفَجۡرِ ٥ [21] ۔
اُس کے اطراف میں بارڈر پر درود شریف " صلو علیہ و الہ " لکھا گیا ہے، بارڈر کے چاروں کونوں پر چار پتے بنے ہوئے ہیں جن میں مختلف درود شریف لکھے گئے ہیں جو درج ذیل ہیں۔ جنوب مغربی گنبد کے شمال مغربی کارنر میں جنابِ عبد المطلب کی طرف سے رسول خدا ﷺ کی شان میں پڑھا گیا درود شریف لکھا گیا ہے، جو حسبِ ذیل ہے۔"عندی اری ذلک باب الرشدبل احمد قدیر تجی اللرشد" جنوب مغربی کارنر میں حضرت علیؓ کی طرف سے شانِ مصطفیٰ ﷺ میں لکھا گیا درود شریف کندہ ہے " فامسیٰ رسول اللہ قد عزز نصرہ، وکان رسول اللہ ارسل بالعدل" جنوب مشرقی کارنر میں حضرت امام زین العابدین کی طرف سے جناب رحمت العالمین ﷺ کی شان میں لکھا گیا درود شریف کندہ ہے۔
"ان نلت یا روح العباد یوم الی الارض الحرم۔ بلغ سلامی روضۃ فیھا النبی المحترم[22]" شمال مشرقی کارنر میں خاتونِ جنت سیدہ فاطمۃ الزہرہؓ نے اپنے والد محترم اور

---

[21] القران الکریم،۹۷.

[22] محمد محب اللہ اظہر، نصابِ عشق، (منہاج القرآن پبلیکیشنز، لاہور:۲۰۰۹)، ۳۲.

سید المرسلین ﷺ کے حضور جو تحفہ بھیجا ہے وہ درج ہے" یا خاتم المرسل المبارک صلوۃ صلے علیک منزل القران ۱۱"[23]۔ جبکہ شمال مغربی گنبد میں سورہ الفاتحہ شریف کندہ کی گئی ہے۔ بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ ١ ٱلۡحَمۡدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلۡعَٰلَمِينَ ٢ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ ٣ مَٰلِكِ يَوۡمِ ٱلدِّينِ ٤ إِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَإِيَّاكَ نَسۡتَعِينُ ٥ ٱهۡدِنَا ٱلصِّرَٰطَ ٱلۡمُسۡتَقِيمَ ٦ صِرَٰطَ ٱلَّذِينَ أَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ غَيۡرِ ٱلۡمَغۡضُوبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا ٱلضَّآلِّينَ [24] ۔ اِس گنبد کے اندرونی طرف بھی دورد شریف، کونوں پر پتے اور اُن میں بھی درود شریف کی ترتیب کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ اِن آیات اور اُن کے لاکس کے سلسلہ میں ایک خوبصورت اتفاق یہ بھی ہے کہ یہ تمام کی تمام سحری کے وقت نصب ہوئی ہیں۔ شمال مغربی گنبد کے کونوں میں کندہ کیے گئے پتوں میں درج ذیل درود شریف لکھے گئے ہیں۔ گنبد کے شمال مغربی کارنر میں سیدنا ابو بکر صدیقؓ نے جو

شانِ رسالت میں مداح کی وہ درج ہے" فصلی الملیک ولی العباد ورب العباد علی

---

[23] ایضاً۔

[24] القران الکریم،۷،۱:۱۔

احمد [25]" جنوب مغربی کارنر میں جناب عمر فاروقؓ کا اظہارِ محبت درج ہے۔"
فامسٰی رسول اللہ قد عزز نصره۔ وامسٰی عداه من قتیل وشاد [26]'' جنوب مشرقی کارنر میں ام المومنین سیدہ عائشہؓ کی طرف نبی المرسلین ﷺ کی شان میں کی گئی تعریف درج ہے۔" افلت شموس الاولین وشمسنا۔ عبد علیٰ افق العلیٰ لا تعزب[27] " اور اِس گنبد کے آخری یعنی شمال مشرقی کارنر میں حضرت نعمان بن ثابت (امام ابو حنیفہؒ) کی طرف سے کیا گیا اظہار محبت اِن الفاظ میں درج ہے۔
"یا سید السادات جنتک قاصدا ارجو ارضاک و احتمیٰ بجمالک[28]۔"

مسجد میں خطاطی کے لیے منتخب آیات اور اُن کی حکمت

قرآنِ پاک کی آیات کے چناو میں نبی کریم ﷺ کے درجات کا خیال رکھا گیا ہے، مسجد میں داخل ہوتے ہی سامنے والی بڑی تینوں آرچز میں جو آیات لکھی گئی

---

[25] محمد محب اللہ اظہر، نصابِ عشق، ۲۶.

[26] ایضاً، ۲۷.

[27] ایضاً، ۳۰.

[28] ایضاً، ۳۶.

ہیں یہ وہ آیات ہیں جن میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے آداب بتائے گئے ہیں۔

چیمبر کا داخلی راستہ تین آرچز پر مشتمل ہے، پہلی آرچ پر سورہ المزمل کی درج ذیل آیت لکھی ہوئی ہے ، اِس آیہ مبارکہ کا تعلق نبی ﷺ کی عبادت سے ہے۔ جس میں اللہ رب العزت نے نبی ﷺ کی کثرت عبادت سے متعلق گفتگو فرمائی ہے۔

إِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُومُ أَدْنَىٰ مِن ثُلُثَيِ ٱلَّيْلِ وَنِصْفَهُۥ وَثُلُثَهُۥ وَطَآئِفَةٌ مِّنَ ٱلَّذِينَ مَعَكَۚ [29]-

چیمبر کی درمیانی آرچ جو کہ سب سے بڑی بھی ہے۔ اُس پر سورہ الحجرات کی آیات نمبر ۲ لکھی ہوئی جو درج ذیل ہے۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَرْفَعُوٓاْ أَصْوَٰتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ ٱلنَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُواْ لَهُۥ بِٱلْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَن تَحْبَطَ أَعْمَٰلُكُمْ وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ [30]-

تیسری آرچ پر سورہ البقرہ کی آیت نمبر ۱۴۴ کا پہلا حصہ درج ہے جو درج ذیل ہے۔

---

[29] القران الکریم، ۲۰:۷۳۔

[30] القران الکریم، ۲:۴۹۔

قَدۡ نَرَىٰ تَقَلُّبَ وَجۡهِكَ فِي ٱلسَّمَآءِۖ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ
قِبۡلَةٗ تَرۡضَىٰهَاۚ فَوَلِّ وَجۡهَكَ شَطۡرَ ٱلۡمَسۡجِدِ ٱلۡحَرَامِۚ[31]۔

چیمبر کی پہلی آرچ سے داخل ہونے کے بعد جب اوپر بنے گنبد کو دیکھیں تو اُس میں بھی ہمیں قرآنی آیات لکھی ہوئی ملتی ہیں، غور کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ یہ سورہ الکوثر بسم اللہ سمیت لکھی ہوئی ہے۔ جو قرآن پاک میں بالحاظ آیات سب سے چھوٹی سورہ ہے، لیکن اپنے اندر معنوں کا سمندر سموئے ہوئے ہے۔

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيم
إِنَّآ أَعۡطَيۡنَٰكَ ٱلۡكَوۡثَرَ ١ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَٱنۡحَرۡ ٢ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ ٱلۡأَبۡتَرُ ٣[32]۔

پہلی آرچ کے ساتھ جانبِ جنوب جو پہلی سادہ کھڑکی ہے اُس کے جھروکے پر بھی اندرونی جانب چیمبر میں سورہ الانفال کی درج ذیل آیہ مبارکہ لکھی ہوئی ہے۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ حَسۡبُكَ ٱللَّهُ وَمَنِ ٱتَّبَعَكَ مِنَ ٱلۡمُؤۡمِنِينَ[33]۔

اُس کے بعد جنوبی جانب آرچ ونڈو ہے جس کے اوپر تین قرآنی آیات کندہ کی گئی ہیں، اِس کھڑکی کے اوپر سب سے پہلے سورہ البلد کی پہلی دو آیات لکھی ہوئی ہیں۔

---

[31] القران الکریم، ۲:۱۴۴۔

[32] القران الکریم، ۱۰۸:۱۔

[33] القران الکریم، ۸:۶۴۔

لَآ أُقۡسِمُ بِهَٰذَا ٱلۡبَلَدِ ١ وَأَنتَ حِلُّۢ بِهَٰذَا ٱلۡبَلَدِ [34]

درمیان میں سورہ الاحزاب کی آیہ نمبر 56 کندہ ہے۔

إِنَّ ٱللَّهَ وَمَلَٰٓئِكَتَهُۥ يُصَلُّونَ عَلَى ٱلنَّبِيِّۚ

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ صَلُّواْ عَلَيۡهِ وَسَلِّمُواْ تَسۡلِيمًا [35]۔

اِس آرچ ونڈو کے آخر میں سورہ النساء کی آیہ مبارکہ کا پہلا حصہ درج ہے۔

مَّن يُطِعِ ٱلرَّسُولَ فَقَدۡ أَطَاعَ ٱللَّهَۖ [36]

-

مرکزی محراب کے دائیں جانب جو چھوٹی محراب ہے اس پر بھی تین آیات لکھی ہوئی ہیں، جو بالترتیب یہ ہیں، محراب کے اوپر سورہ الحشر کی آیت نمبر 7 کا آخری حصہ لکھا گیا ہے، جو درج ذیل ہے۔

''وَمَآ ءَاتَىٰكُمُ ٱلرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَىٰكُمۡ عَنۡهُ فَٱنتَهُواْۚ

وَٱتَّقُواْ ٱللَّهَۖ إِنَّ ٱللَّهَ شَدِيدُ ٱلۡعِقَابِ'' [37]

---

[34] القران الکریم، ۲-۱:۹۰.

[35] القران الکریم، ۵۶ :۳۳.

[36] القران الکریم، ۸۰:۴.

[37] القران الکریم، ۵۹:۷.

اُس کے دائیں جانب سورہ النور 24 کی آیت نمبر 46 کا کچھ حصہ اور بائیں جانب سورہ الشوریٰ کی آیہ نمبر 56 کا کچھ حصہ درج ہے۔ جو بالترتیب درج ذیل ہیں۔

''وَٱللَّهُ يَهۡدِي مَن يَشَآءُ إِلَىٰ صِرَٰطٖ مُّسۡتَقِيمٖ ''[38]۔

''وَإِنَّكَ لَتَهۡدِيٓ إِلَىٰ صِرَٰطٖ مُّسۡتَقِيمٖ ''[39]۔

مرکزی محراب میں قرآنِ پاک کی وہ واحد آیہ مبارکہ کندہ کی گئی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات مبارکہ کے لیے ''رب'' کا لفظ تین مرتبہ استعمال کیا ہے۔

" فَلِلَّهِ ٱلۡحَمۡدُ رَبِّ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَرَبِّ ٱلۡأَرۡضِ رَبِّ ٱلۡعَٰلَمِينَ [40]'' اُس کے اطراف میں درود شریف لکھا گیا ہے۔ اور اس کے اوپر دائیں اور بائیں ایک ایک شعر قصیدہ بردہ شریف کا اور درمیان میں تین اشعار قصیدہ امالی شریف کے لکھے ہوئے ہیں۔

مرکزی محراب میں اس کے علاوہ سورہ النساء کی آیہ نمبر 79 کا یہ حصہ بھی کندہ کر کے لگایا گیا ہے۔ ''وَأَرۡسَلۡنَٰكَ لِلنَّاسِ رَسُولٗا[41]''۔

---

[38] القران الکریم، ۴۶:۲۴.

[39] القران الکریم، ۵۲:۴۲.

[40] القران الکریم، ۳۶:۴۵.

[41] القران الکریم، ۷۹:۰۴.

مشرقی درمیانی راستہ سے داخل ہونے پر جو گنبد آتا ہے یعنی مشرقی درمیانی گنبد اُس میں سورہ طٰہٰ کی نہ صرف پہلی پانچ آیات لکھی ہوئی ہوئیں۔ بلکہ شمال مشرقی اور جنوب مغربی گنبد کی طرح اُس گنبد میں بھی چاروں کونوں پر خوبصورت پتے بنا کر ان میں وہ اشعار درج کیے گئے ہیں، جو مختلف جلیل القدر ہستیوں نے جناب رسالت ماب ﷺ کی شان میں کہے ہیں۔

'' طه ١ مَآ أَنزَلْنَا عَلَيْكَ ٱلْقُرْءَانَ لِتَشْقَىٰٓ ٢ إِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَن يَخْشَىٰ ٣ تَنزِيلًا مِّمَّنْ خَلَقَ ٱلْأَرْضَ وَٱلسَّمَٰوَٰتِ ٱلْعُلَى ٤ ٱلرَّحْمَٰنُ عَلَى ٱلْعَرْشِ ٱسْتَوَىٰ ''[42]۔

مشرقی درمیانی گنبد کے شمال مغربی کونے میں حضرت حسان بن ثابتؓ کی طرف رسول اللہ ﷺ کی مداح میں لکھا گیا شعر درج ہے، جو درج ذیل ہے۔" اعنی الرسول فان الله فضله علی البرة با التقوی[43]"۔جنوب مغربی کونے میں حضرت کعب بن زہیرؓ کی طرف سے عشق نبی ﷺ میں کہے گئے کلمات درج ہیں " ان الرسول لسیف یستضاء

---

[42] القران الکریم،۵-۱:۲۰۔

[43] Arafat,N,Walid.*Diwan of Hassan Ibn Thabit,*UK:(Messers Luzac and Company,1971.)128.

به ۔ مهند من سوف الله مسلول[44]'' ۔ جنوب مغربی کونے میں حضرت امام شرف الدین بوسیریؒ کی مداح رسول اللہ ﷺ درج ہے۔" مولی یا صل وسلم دائماً ابداً ۔ علی حبیبک خیر خلق کلهم[45]"۔ اور آخر میں یعنی شمال مشرقی کونے میں اس ہدیہ نعت کا شعر درج ہے جو مدینہ شریف جناب رسالت ماب ﷺ کی آمد کے موقع پر مدینہ پاک کی بچیوں نے خدمت اقدس میں پیش کیا تھا۔ جو درج ذیل ہے۔

" طلع البدر علینا من ثنیات الوداع ۔ وجب الشکر علینا ما دعٰی للہ داع[46]"

تیسری اور آخری آرچ جو کہ شمال مشرقی آرچ بھی ہے اس میں داخل ہونے کے بعد جو چھوٹا گنبد آتا ہے، اس میں سورہ ابراہیم کی پہلی آیت لکھی ہوئی ہے۔

" الٓرۚ كِتَٰبٌ أَنزَلۡنَٰهُ إِلَيۡكَ لِتُخۡرِجَ ٱلنَّاسَ مِنَ ٱلظُّلُمَٰتِ إِلَى ٱلنُّورِ بِإِذۡنِ رَبِّهِمۡ إِلَىٰ صِرَٰطِ ٱلۡعَزِيزِ ٱلۡحَمِيدِ[47]۔"

---

[44] محمد محب اللہ اظہر، نصابِ عشق، ۳۴.

[45] ایضا، ۳۸.

[46] ایضا، ۲۵.

[47] القران اکریم، ۱۴:۱.

اس کے بعد تیسری آرچ کے شمالی جانب کی سادی کھڑکی کی دیوار پر چیمبر کی جانب سورہ المائدہ کی آیت نمبر 67 کا یہ حصہ لکھا گیا۔

''يَٰٓأَيُّهَا ٱلرَّسُولُ بَلِّغۡ مَآ أُنزِلَ إِلَيۡكَ مِن رَّبِّكَ [48]''۔

اسی جانب دوسری کھڑکی یعنی آرچ ونڈو شمالی پر چیمبر کے اندر اوپر والے حصہ میں سورہ الاحزاب کی آیہ مبارکہ کندہ ہے۔

'' مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَآ أَحَدٖ مِّن رِّجَالِكُمۡ وَلَٰكِن رَّسُولَ ٱللَّهِ وَخَاتَمَ ٱلنَّبِيِّـۧنَۗ وَكَانَ ٱللَّهُ بِكُلِّ شَيۡءٍ عَلِيمٗا [49]''مندرجہ بالا آیہ مبارکہ کے دائیں جانب اِسی سورہ مبارکہ کی آیہ نمبر 6 کا درج ذیل حصہ تحریر کیا گیا ہے۔

'' ٱلنَّبِيُّ أَوۡلَىٰ بِٱلۡمُؤۡمِنِينَ مِنۡ أَنفُسِهِمۡ [50]''۔

بائیں جانب سورہ الصافات کی یہ آیہ مبارکہ کندہ کی گئی ہے۔

''بَلۡ جَآءَ بِٱلۡحَقِّ وَصَدَّقَ ٱلۡمُرۡسَلِينَ [51]''۔

---

[48] القرآن الکریم، ۵:٦٧.

[49] القرآن الکریم، ۳۳:۴۰.

[50] القرآن الکریم، ٦:٠٦.

[51] القرآن الکریم، ۳۷:۳۷.

گنبد کے شمالی جانب (right side) یعنی دوسری چھوٹی محراب پر بھی تین آیات کندہ کی گئی ہیں، اِس محراب میں اوپر سورہ النور کی آیہ نمبر 63 کا پہلا حصہ کندہ کیا گیا ہے جبکہ اِس آیہ مبارکہ کے دائیں جانب اِسی سورہ کی آیہ 19 کا آخری حصہ اور بائیں جانب سورہ الحجرات کی آیہ نمبر 7 کا پہلا حصہ کندہ ہیں جو بالترتیب یہ ہیں۔

''لَّا تَجۡعَلُواْ دُعَآءَ ٱلرَّسُولِ بَيۡنَكُمۡ كَدُعَآءِ بَعۡضِكُم''[52]۔

''وَٱللَّهُ يَعۡلَمُ وَأَنتُمۡ لَا تَعۡلَمُونَ''[53]۔ ''وَٱعۡلَمُوٓاْ أَنَّ فِيكُمۡ رَسُولَ ٱللَّهِ''[54]۔

شمال مغربی جانب والے گنبد میں اندرونی طرف سورہ الفاتحہ لکھی ہوئی ہے۔

''بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ ١ ٱلۡحَمۡدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلۡعَٰلَمِينَ ٢ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ ٣ مَٰلِكِ يَوۡمِ ٱلدِّينِ ٤ إِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَإِيَّاكَ نَسۡتَعِينُ ٥ ٱهۡدِنَا ٱلصِّرَٰطَ ٱلۡمُسۡتَقِيمَ ٦ صِرَٰطَ ٱلَّذِينَ أَنۡعَمۡتَ

---

[52] القرآن الکریم، ۲۴:۶۳۔

[53] القرآن الکریم، ۲۴:۱۹۔

[54] القرآن الکریم، ۴۹:۰۷۔

عَلَيۡهِمۡ غَيۡرِ ٱلۡمَغۡضُوبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا ٱلضَّآلِّينَ[55] ؕ ۔

اِن تمام آیات پر غور کرنے سے معلوم ہو گا کہ صرف اُن آیات کا انتخاب کیا گیا ہے جن میں نبی مکرم ﷺ کے آداب کے متعلق ہدایات کی گئی ہیں جبکہ چیمبر کے اندر لکھی گئی آیات نبی مکرم ﷺ کے خصائل اور بلندی درجات سے متعلق ہیں۔

خطاطی کی ترتیب

مسجد شریف کی بیرونی دیواروں پر لکھی گئی آیات بھی بالترتیب ہیں، وہ پہلے پارے سے شروع ہو کر بالترتیب آخری پارے تک جاتی ہیں۔ مسجد شریف کے کچھ خاص پینل ہیں جن میں مخصوص اہمیت کی حامل آیات لکھی گئی ہیں۔ عمومی طور پر آیات کے انتخاب میں یہ معیار رکھا گیا ہے کی ایسی آیات منتخب کی گئی ہیں جو نبی اکرم ﷺ سے متعلق ہیں۔ مسجد کی بیرونی دیواروں پر لگائے گئے بڑے پینلز میں لکھی گئی آیات قرآنِ پاک کی ترتیب کو ملحوظِ خاطر رکھ کر لکھی گئی ہیں۔ اِس میں حیرت انگیز بات یہ ہے کہ لکھتے وقت ایسی کسی ترتیب کا خیال نہیں رکھا گیا ہے بلکہ محض پتھروں پر آیات لکھ دی گئیں اور ان کو کندہ کیا گیا، مسجد میں پتھر لگنے کے بعد انکشاف ہوا کہ یہ آیات باقاعدہ ایک ترتیب میں لکھی گئی ہیں۔

---

[55] القران الکریم، ۷۔۱:۱۔

درود شریف کی تراتیب

Qualitative and quantitative درود شریف

درود شریف بھی مسجد شریف کے سٹرکچر کو مدِ نظر رکھ کر لکھے گئے ہیں۔ البتہ qualitative اور quantitative درود شریف میں ایک بڑا واضح فرق ہے۔ qualitative درود شریف چونکہ حدود و قیود کی پابندی سے مستثنیٰ ہوتا ہے۔ اس کو پڑھنے کی کوئی حد مقرر نہیں کی گئی ہے۔ یہ unlimited ہے۔ اِس لیے اِس کو مسجد کی بیرونی طرف لکھا گیا ہے کہ باہر infinity لامحدودیت ہے، پوری کائنات موجود ہے۔ quantitative کو اندر سے اِس لیے لکھا گیا ہے کہ جب کسی چیز کی کوانٹٹی بتادی جاتی ہے تو پھر اِس کی ایک حد مقرر کی دی جاتی ہے۔ یعنی اِس درود شریف کو ایک بار، سوبار، ہزار بار، لاکھ بار، کروڑ دفعہ یا دس کروڑ دفعہ پڑھا جا سکتا ہے۔ یا پڑھنا چاہیے اِس کی ایک حد مقرر کر دی گئی ہے۔ تو یہ اُس کی مقدار ہے مسجد کے اندر کی چونکہ ایک حد ہے اِس لیے اِس میں Quantitative درود شریف لکھا گیا ہے اور مسجد کے باہر چونکہ پوری کائنات موجود ہے اس لیے باہر کی جانب Qualititative درود شریف لکھا گیا۔

مسجد شریف میں علم العداد کا استعمال

مرکزی محراب میں اسم اللہ

مسجد کے مرکزی محراب کے اوپر اسم اللہ لکھا ہوا ہے، اگر اس کو گنا جائے تو اس کی تعداد ۲۸ ہے، علم الاعداد کے مطابق جب آٹھ اور دو کو جمع کیا جاتا ہے تو یہ

دس بنتا ہے، علم الاعداد میں صفر کو گنا نہیں جاتا، یعنی اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ اِس لیے اِس کا حاصل جمع ایک ہی آتا ہے۔ سورہ الفجر کی آیہ مبارکہ نمبر 3 میں ارشادِ ربانی ہے ۔ وَ ٱلشَّفۡعِ وَ ٱلۡوَتۡرِ [56] ۔

اِس آیہ مبارکہ میں اللہ رب العزت نے اپنی صفت مبارک بیان فرمائی ہے کہ خالق طاق ہے اور مخلوق جفت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات مبارکہ کو طاق سے تشبیہ دی ہے۔ یہ آئیڈیالوجی پوری مسجد میں موجود ہے۔ چیمبر کے اندر محراب کے اوپر جو اسم اللہ infinity میں لگا ہوا ہے وہ صوتِ سرمدی کا ایک سبق ہے جس کو دائرہ لاتعین کہا جاتا ہے۔ جب کسی شخص کو اسم اللہ میں یہ عروج حاصل ہو جاتا ہے تو اس کے قلب پر اسم اللہ جاری ہو جاتا ہے اور پھر وہ ہمیشہ جاری رہتا ہے۔ پھر بندہ کہتا ہے کہ " بلھے شاہ اساں مرنا ناہیں گور پیا کوئی ہور" پھر ایسی صورتحال پیدا ہو جاتی ہے۔ اسمِ اللہ اِس جگہ لکھ کر اُس سبق کا اعادہ کیا گیا ہے۔

بارشی پانی کے نکاس کے لیے بنائے پرنالوں کا راز

مسجد شریف میں پانی کے نکاس کے لیے جو پرنالے بنائے گئے ہیں وہ بھی باقاعدہ اصول کو مدِ نظر رکھتے ہوئے بنائے گئے ہیں، اِن پرنالوں کو دیکھنے سے پہلی نظر میں یہ خوبصورت گول لٹو سے معلوم ہوتے ہیں جو مسجد کی خوبصورتی میں اضافہ کر رہے ہیں، اُن کو اِس طرح نصب کیا گیا ہے کہ بارش کا پانی اُن میں سے سیدھا زمین

[56] القران الکریم، ۸۹:۳.

پر بنائے گئے نالے میں گرے گا یعنی پانی دیوار کے ساتھ نہیں ٹکرائے گا کیونکہ جس جگہ پر مسلسل پانی بہتا ہے وہاں نشان بن جاتا ہے۔ مسجد کے تقدس اور خوبصورتی کے پیشِ نظر یہ گوارا نہیں کیا جاسکتا تھا کہ اُس کی دیواروں پر کوئی بھی نشان بنے لہذا پانی کے نکاس کے لیے ایسا نظام وضع کیا گیا جس سے نہ صرف مسجد کی خوبصورتی میں اضافہ ہوا بلکہ اُن پرنالوں سے بہنے والا پانی کبھی بھی مسجد شریف کی دیواروں سے نہیں ٹکرائے گا بارش کا جو پانی مسجد شریف کی چھت سے پرنالوں کے ذریعے نیچے آتا ہے اُس کو بھی کھلا نہیں چھوڑا گیا اُس کو جمع کرنے کا بھی خصوصی انتظام کیا گیا ہے۔

مسجد شریف کے متعلق آراء

جناب ڈاکٹر حافظ محمد فرخ حفیظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی رائے

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم فَھُوَ سَیِّدُ الْاَوَّلِیْنَ وَ الاٰخِرِیْنَ وَ اَفْضَلُ الْاَوَّلِیْنَ وَ الاٰخِرِیْنَ۔ عَلَیہِ اَفضَلُ صَلٰوۃِ الْمُصَلِّینَ۔ وَ اَزکیٰ سَلَامِ الْمُسَلِّمِینَ۔ وَ اَطیَبُ ذِکرِ الذَّاکِرِینَ ۔ وَ اَفضَلُ صَلَوَاتِ اللّٰہِ ۔ وَ اَحسَنُ صَلَوَاتِ اللّٰہِ۔ وَ اَجَلُّ صَلَوَاتِ اللّٰہِ۔ وَ اَجمَلُ صَلَوَاتِ اللّٰہِ۔ وَ اَکمَلُ صَلَوَاتِ اللّٰہِ۔ وَ اَسبَغُ صَلَوَاتِ اللّٰہِ۔ وَ اَتَمُّ صَلَوَاتِ اللّٰہِ۔

زیر تعمیر مسجد پاک ویگھہ شریف جو اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ آپ کے سامنے ہے۔یہ صرف عمارت ہی نہیں بلکہ فنِ تعمیر فن خطاطی ، قدرت کے جمالیاتی حسن تاریخِ انسانی کی درخشندہ روایات ،تہذیبوں کا ارتقاء،اسلامی نظریاتی پس منظر اور روحانی تقدس کا حسین مُرقع ہے۔

This Masjid is the combination of architecture, calligraphy, aesthetic beauty of nature, glorious traditions of human history, Evolution of the Eras, ideological background of Islamic culture, the spiritual grace and dignity.

اِس مسجد شریف کی تعمیر میں مذہب، فن، تاریخ اور روحانیت کا امتزاج نظر آتا ہے۔ (Human Character and Civilized Community) یعنی انسانی کردار اور مہذب معاشرہ کی تعمیر میں بنیادی کردار ادا کرنے والے تین حقائق۔ علم (Knowledge)، بصیرت (Concept)اور اوجِ تخیل (The approach) جلوہ گر نظر آتے ہیں۔ ان تمام حقائق کے تناظر میں ایک ہی حقیقت جھلکتی نظر آتی ہے اور اُسی کے بارے میں مجھے اشارۃً کچھ عرض کرنا ہے۔ تمام کثیر الجہتی یادگاروں (Multi-dimensional Monuments)کی طرح اِس کا بھی ایک ماضی(Past) ،ایک حال (Present) اور ایک مستقبل (Future)ہے۔اِس کے درخشاں ماضی کو زبان سے بیان کرنا دشوار ہے۔ لیکن آنے والے ادوار کے مورخین کی رہنمائی کے لیے یہی کہا جاسکتا ہے کہ یہ خالق اور مخلوق کا معاملہ ہے، معبود اور عبد کا راز ہے، شہنشاہ اور گدا کی بات ہے، مسجود اور ساجد کا معاملہ ہے، غنی اور محتاج کا راز ہے، نبی ﷺ کی اُمتی پر عطا ہے، آقا کا غلام پر کَرم ہے، محبوب کی مُحب کو محبت کی بھیک ہے، داتا کی فقیر پہ سخا ہے، مسیحا کی بیمار کو شفا ہے، اِدھر ادنیٰ اُدھر اعلیٰ ہے، اِدھر بے کس اُدھر مشکل کشا ہے۔ اِدھر امیدوارِ کرم اُدھر کرم کا ملجا و ماویٰ ہے، اِدھر غم زدہ اُدھر غمخوار ہے، اِدھر دل شکستہ اُدھر دلدار ہے، اِدھر شیدا اُدھر حسن کا تاجدار ہے، اِدھر پروانہ اُدھر شمعِ انوار ہے، اِدھر رحم کا ملتجی اُدھر رحمت العالمین، اور کف ِپائے مصطفی ﷺ ہے اور اُس کو چومتا خاک کا ذرہ۔

عزیزم مُحب اللہ اظہر کے الفاظ میں:

دل میں طوفان خیالات لیے پھرتا ہوں
لب پہ صلوٰۃ کے نغمات لیے پھرتا ہوں
میں نے طیبہ میں گھٹا دیکھی ہے رحمت کی
اِس لیے آنکھوں میں برسات لیے پھرتا ہوں
کچھ شب و روز مدینے میں گزارے تھے کبھی
اب تصور میں وہ دن رات لیے پھرتا ہوں
پھر مجھے در پہ حضوری کی تمنا ہے حضور
پھر وہی شدت جذبات لیے پھرتا ہوں
اور جینے کا سہارا نہیں میرا کوئی
آپ ﷺ کے درد کی سوغات لیے پھرتا ہوں۔
اور ایک پنجابی نغمہ سرا کے الفاظ میں
عشق جِنہاندے خیال پیا اوہ تاں بُھل دیاں بُھل دیاں بُھل گئیاں
سرمہ پایا سی یار دے ویکھنے نوں ہنجوڈُھل دِیاں ڈُھل دِیاں ڈُھل گئیاں
مینڈی مہندی عِطر پھلیل والی زلفاں کُھل دِیاں کُھل دِیاں کُھل گئیاں
علی حیدر میاں سوہنا یار ملے ہڈیاں رُلدیاں رُلدیاں رُل گئیاں
اب اِس مسجد مبارک کا حال کہ آغاز کار سے مافوق الفطرت حالات و واقعات نے ہمیں خوش آمدید کہا ہر مشکل آسان ہوتی چلی گئی، ہر مرحلہ طے ہوتا گیا۔
فنون واِسرار کے گویا خزانے کُھل گئے، ہر کام میں تائید غیبی نظر آئی۔

اِس مسجد کی تعمیر کا تعلق نبی اکرم ﷺ کی تشریف آوری سے ہے اور جہاں کبھی نبی اکرم ﷺ کی تشریف آوری ہوتی ہے اُس جگہ پر اللہ کے انوار تا قیامت جاری رہتے ہیں۔اِس مسجد کی تعمیر میں بہت سے علوم شامل ہیں، جب اِس کی تعمیر کے متعلق تمام علوم زیر بحث آئیں گے تو یہ حقیقت آشکار ہو گی کہ یہ عمارت دنیا کی ایک نادر ترین عمارت ہے۔ بہت سے قدیم اور جدید علوم کے تجربات اِس عمارت کی تعمیر میں شامل کیے گئے ہیں۔

"It is not a building only it is based upon the different fields of Knowledge"

مسجد پاک ویگھ کے طریقہ تعمیر سے علم کی بہت سی شاخیں وابستہ ہیں اور اِن کا گہرا علم اِس کے اندر موجود ہے۔ لیکن مسجد کی ابتدائے تعمیر سے آج تک ایک بھی آرکیٹیکٹ ایسا نہیں آیا جس نے اِس کے طریقہ تعمیر کو سمجھنے کی کوشش کی ہو یا اِس کے متعلق سوالات کیے ہوں اور اُس سے بہرہ مند ہوا ہو۔ دنیا میں نادر اور نایاب کام کرنے والے لوگ آتے ہیں اور خاموشی سے چلے جاتے ہیں۔ دنیا اُن سے کما حقہ بہرہ مند ہونے سے محروم رہ جاتی ہے۔اِس مسجد میں کچھ پروفیشنل سیکرٹس ہیں جو اللہ اور بندے کے درمیان ہیں۔ ایسے رازوں کو لوگوں کی نظروں سے اوجھل رکھا گیا ہے۔ اِس میں تین انچ کا ایک پتھر آگے جھکا ہوا ہے۔اِس کی تعمیر ایک خاص طریقہ سے کی گئی ہے جو عام طور پر نہیں سمجھا جا سکتا۔

اِس کی بنیاد ہی دوسری عمارتوں سے مختلف ہے۔اِس کے structural base میں spirituality بھی ہے اور ideology بھی ہے۔اِس مسجد کا دوسری

عمارتوں سے structural difference بھی ہے اور اِس کا spiritual back ground بھی ہے۔ جیسے جن افراد نے کلنکر اکٹھے کیے اُن پر حالتِ وجد طاری ہو گئی یہ حالت کوئی انسان کسی دوسرے انسان پر طاری نہیں کر سکتا، چاہے اُس کے لیے کسی کو کتنے ہی سبز باغ دکھائے جائیں یا پُر جوش تقریریں کی جائیں۔ لیکن اُن کے اثر میں کسی پر حالتِ وجد طاری نہیں ہوتی یہ سب کچھ یقیناربِ کریم کی عطاہے۔اِس کی بنیاد کے متعلق مندرجہ بالا تین مثالیں انتہائی اختصار کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔

ہمارے ہاں صورتحال یہ ہے کہ گزشتہ ادوار میں تعمیر ہونے والی عمارتوں کے طریقہ تعمیر کے متعلق کوئی مواد دستیاب نہیں ہے اور نہ کوئی ایسا فورم ہے جس پر اِس قسم کے تجربات شیئر کیے جاتے ہوں اور نہ ہی مجھے کسی نے اُس کے متعلق گائیڈ کیا۔ یہ تمام معلومات اور طریقہِ تعمیر کے متعلق رہنمائی اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے۔ مسجد کی تعمیر میں حصہ لینے والے ماہرین فنِ تعمیرات اکثر یہ سوال کرتے تھے کہ آپ کو یہ معلومات کہاں سے دستیاب ہو رہی ہیں۔ میں اُن سے کہتا کہ جو ہستی یہ مسجد شریف تعمیر کروا رہی ہے وہ ہی اِس کی تعمیر کے متعلق معلومات بھی فراہم کر رہی ہے۔اُس ہستیِ لازوال نے اِس مسجد کی تعمیر کے متعلق مجھے باقاعدہ علم عطا فرمایا ہے۔ (All the credit goes to Allah Almighty)

مسجد شریف کے چیمبر کی بنیاد میں بنائے گئے ائیر کالمز کا ثبوت اِس سے قبل کسی عمارت کی بنیاد میں نہیں ملتا ہے۔ یقینا یہ طریقہ تعمیر اور یہ علوم اللہ تعالیٰ نے ہی ودیعت فرمائے ہیں۔اِس پر بھی ماہرین فنِ تعمیرات حیران تھے کہ کہاں سے اِس

قسم کی معلومات حاصل کی جا رہی ہیں۔ مسجد شریف میں جو اشیاء اُس کی بنیاد میں استعمال ہوئی ہیں۔ یہ بھی اس مسجد شریف کے معجزات میں ہے کہ جو اشیاء بادشاہِ وقت کو دستیاب نہ ہو سکیں وہ اِس مسجد میں استعمال کی گئی ہیں۔ یقیناً یہ شاہِ دو جہاں کی عنایت ہے۔ کیونکہ اس کے ہاں کسی بھی چیز کی کوئی کمی نہیں ہے۔

کامل خان ممتاز صاحب (ملک کے نامور ماہر فنِ تعمیر، سابق پرنسپل نیشنل کالج آف آرٹس)

Delighted to see the new direction the project has taken. This is emerging as a truly inspired work. May Allah bless all who are part of it. Kamil Khan Mumtaz

شہزاد احمد (ڈائریکٹر نیشنل آرٹس کونسل پاکستان)

شہزاد احمد صاحب، ڈائریکٹر نیشنل آرٹس کونسل پاکستان کو جولائی 08، 2008 کو مسجد پاک شریف میں کی گئی کیلی گرافی کا نمونہ پیش کیا گیا تو اِس موقع پر جن الفاظ میں انہوں نے اپنے جذبات کا اظہار کیا وہ درج ذیل ہیں۔

We have seen lot of Exibitions Caligraphy,Painting etc etc, but today I saw a very Unique style of calligraphy on Marble. This work is very impressive and done very well. With best and warm wishes for all the Team. Shahzad Ahmed.

ملک مقصود صاحب (ڈائریکٹر آثار قدیمہ شاہی قلعہ لاہور)

تعمیرِ مسجد کے سلسلہ میں جب صاحبِ مسجد جناب حضرت صاحبؒ شاہی قلعہ لاہور کے ڈائریکٹر ملک مقصود صاحب کو ملنے گئے تو اُنہوں نے یہ منصوبہ سُن کر صاحبِ مسجد کا بھرپور جائزہ لیا اور کہا جناب خواب دیکھنے پر کوئی پابندی نہیں یہ بادشاہوں والے کام ہیں آپ اِس کو نہیں کر سکتے اِس کے باوجود جب صاحبِ مسجد نے اصرار کیا تو انہوں نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ آپ نقشہ بنوائیں پھر اِس منصوبہ پر غور کریں گے۔ اِس واقعہ کے تین سال بعد اُنہیں مسجد شریف دورے کی دعوت دی گئی۔ مسجد کا ترقیاتی کام ہوتا دیکھ کر اُنہوں نے کہا کہ مجھے معاف کر دیں مجھ سے غلطی سرزد ہوگئی، کیونکہ میں سمجھا تھا کہ آپ اِس مسجد کو تعمیر کرنے کی بات اپنی ذاتی حیثیت میں کر رہے ہیں، میں یہ نہ سمجھ پایا کہ اللہ عزوجل نے اِس مسجد کی تعمیر کا ارادہ فرمالیا ہے اور اللہ کے ارادے میں تو کوئی چیز آڑے نہیں آسکتی ہے۔ ملک مقصود احمد صاحب نے اپنی ٹیم کے ہمراہ جب دوبارہ مسجد کا دورہ کیا تو اُس موقع پر انہوں نے اپنے جو تاثرات قلمبند کیے اُن کی زبان میں درج کیے جا رہے ہیں۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ’’ آج دوبارہ مجھے بمعہ عمر امتیاز صاحب پراجیکٹر ڈائریکٹر قلعہ روہتاس اور جناب ارشاد احمد صاحب سولر و آرکیالوجیکل کیمسٹ شاہی یہاں حاضری کا موقع ملا۔ ہم سب نے موقع پر مسجد جو عشق الہٰی کا فن پارہ ہے اُس پر کام ہوتے دیکھا اور اُن فرشتہ صفت کاریگروں کو بھی جو سب اِس کام میں ناتجربہ کار ہیں۔ میرا دماغ، میرا قلم اور میرا اِس شعبہ کا تجربہ سب کام کرنے سے عاری ہیں، مختصر یہ ہے کہ یہ اللہ کی ’’عطا‘‘، عشق رسول ﷺ اور

ایمان کی قوت ہے جب اللہ اپنے فقیروں کو ایسا کام تفویض کرتا ہے تو وہ اپنے کامل ایمان اور یقینِ مُحکم سے تاریخ رقم کرتے جاتے ہیں۔ اللہ اِن کو ہر کام میں لامحدود برکت عطا فرمائے"[آمین] فقط مقصود احمد ملک، شاہی قلعہ لاہور، عمر امتیاز، قلعہ روہتاس، ارشاد احمد سومرو، شاہی قلعہ۔

ڈاکٹر شاہد راجپوت صاحب (اِسلامک یونیورسٹی اسلام آباد)

ڈاکٹر شاہد راجپوت صاحب ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ اسلامک آرٹ اینڈ آرکیٹیکچر انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد نے فروری ،17، 2012 کو مسجد پاک ویگھہ کا دورہ کیا اُن کے تاثرات اُن ہی کی زبانی بیان کیے جا رہے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم " مسجد پاک ویگھہ شریف دیکھنے کا شرف حاصل ہوا، چند چیزیں جو قابلِ ستائش ہیں اور ریکارڈ کی جانی چاہیں اُن میں عربی خطاطی اور خطاطی کے متعدد سٹائل یعنی کوفی، ثلث، نسخی اور طغرعہ کے نمونے قابلِ تعریف ہیں۔ فریم ڈیزائن کے نت نئے نمونے، پھول بوٹے اور خطاطی کے امتزاج اور نبی کریم ﷺ کے نام کے ساتھ آپ ﷺ کے خطاب کا گنبد کے اندر لکھا جانا بہت اچھا لگا۔ صاحبزادہ حافظ ڈاکٹر فرخ حفیظؒ کا مشن، لگن اور شوق قابلِ تعریف ہیں ، سمجھ میں نہیں آتا کہ تعریف میں کیا لکھوں بس یہ کہ زبان گنگ اور آنکھ حیران ہے کہ کیا واقعی یہ کام انسان کر سکتا ہے مسجد کا ہر کونہ اندر اور باہر سے دعوتِ نظارہ تو دیتا ہے لیکن گھنٹوں دیکھنے کے بعد اور دیکھنے کو جی چاہتا ہے"۔ ڈاکٹر شاہد راجپوت۔

ماربل کے ماہرین / کاریگروں کی رائے

ملک کے مختلف حصوں سے ماربل کے ماہر کاریگروں کو بلایا گیا اُنہوں نے آکر ماربل پر اپنا کام شروع کیا اور اُس کا نمونہ صاحبِ مسجد کو دکھایا گیا۔ اُنہوں نے اِس کام کو معیاری قرار نہ دیا اور اِس سے بہتر کام کا مطالبہ کیا، جس پر تمام کاریگروں نے متفقہ طور پر کہا کہ وہ اِس کام کے مشتاق لوگ ہیں۔ ماربل میں اِس سے بہتر معیار دینا ناممکن ہے۔ اِس کے ساتھ ہی اُنہوں نے مزید کام کرنے سے معذرت کرلی اور واپسی کی اجازت چاہی۔ اُن کے رخصت ہونے کے بعد صاحبِ مسجد نے اِس کام کا بیڑہ بھی خود اٹھایا اور اُن کی ٹیم نے ماربل کی کٹنگ، ڈیزائنگ اور کارونگ سے لے کر اُس کے تمام مراحل خود سرانجام دینا شروع کیے، مسجد میں ملک بھر سے بلائے گئے ماہر کاریگروں کے تیار کردہ چند پتھر بھی بطور نمونہ لگائے گئے ہیں تاکہ آنے والے ذائرین کو اُنکی طرف سے پیش کیا جانے والا حتمی معیار اور اِس کام سے علاقہ نہ رکھنے والوں کے معیار کا موازنہ پیش کیا جاسکے۔

پتھر پالش کرنے والے ماہر کی رائے

مسجد شریف میں جو موتی لگائے گئے ہیں اُن کی پالش کے لیے ایک ماہر کی خدمات ایک ماہ کے لیے حاصل کی گئی تھیں تاکہ وہ موتیوں کا کام کرنے والے لڑکوں کو کام سکھادے۔ اِس کام کے ماہر پاکستان میں بہت کم ہیں البتہ ہندوستان میں اِس کے ماہر پائے جاتے ہیں کیونکہ وہاں موتیوں اور گلاس کی پالش کا کام کیا جاتا ہے۔ پاکستان میں اِس کے ماہر شخص کو جب مسجد شریف لایا گیا تو اُس سے کہا گیا

کہ آپ اِن لڑکوں کو موتی پالش کرنے کا کام ایک ماہ کے اندر سکھا دیں ہمیں امید ہے کہ یہ نوجوان ایک ماہ میں کام سیکھ جائیں گے اُس شخص نے رات کو آکر مسجد شریف کی ورکشاپ میں اپنا اڈہ لگایا اور کام شروع کر دیا اُس کے ساتھ مسجد شریف کے کاریگروں نے بھی اُس کی زیر نگرانی موتی پالش کرنا شروع کر دیئے صبح ہوئی تو اُس کاریگر نے واپس جانے کے لیے اجازت طلب کی، اُس سے پوچھا گیا کہ آپ کی خدمات ایک ماہ کے لیے حاصل کی گئی تھیں آپ دوسرے ہی دن واپس کیوں جانا چاہتے ہیں اِس پر اُس نے بتایا کہ مسجد شریف کے موتی پالش کرنے والے کاریگروں کو پہلے ہی اعلیٰ درجے کا کام آتا ہے میرے پاس اُن کو مزید سکھانے کے لیے کچھ نہیں میری یہاں ضرورت نہیں، اِس لیے آپ مجھے اجازت دے دیں میں واپس جانا چاہتا ہوں۔ اِن لڑکوں کو یہ کام یقیناً مُعلِمِ کائنات نے سکھایا جو اِس سے بلکل نابلد تھے۔ کیونکہ وہ معلم کائنات اور فرماتا ہے۔

”عَلَّمَ ٱلۡإِنسَٰنَ مَا لَمۡ يَعۡلَمۡ ‘‘[57]۔

---

[57] القرآن الکریم ۹۶:۰۵.

نیشنل مانو مینٹ سرٹیفکیٹ

مسجد کی خطاطی اور فنِ تعمیر کو حکومت پاکستان نے نہ صرف منفرد تسلیم کیا ہے بلکہ اِس کے ساتھ ساتھ اِس بات کا بھی اقرار کیا ہے کہ اِس مسجد میں کی جانے والی خطاطی، اِس کا طرز تعمیر اور اُس سے متعلق تمام امور اِسی مسجد کا خاصہ ہیں جو اِس سے پہلے کسی بھی عمارت کی تعمیر، نقشہ یا کسی اور جگہ موجود نہ ہیں اِس کے ساتھ ساتھ حکومتِ پاکستان کی جانب سے صاحبِ مسجد سے پیشگی اجازت کے بغیر مسجد شریف کے کسی بھی حصہ کی نقل کرنے پر پابندی عائد کر دی گئی ہے۔

امتیازاتِ مسجد

تعین قبلہ کا واقعہ

خام مال اور بنیادی اشیاء تو ہر شخص اکٹھی کر سکتا ہے لیکن اِس مسجد کی آئیڈیالوجی، ideology, spiritual back ground and structuring کسی اور عمارت میں نہیں ملے گی۔ یہ ابھی بنیاد کی بات ہے کہ تعینِ قبلہ میں بھی قدرت نے اپنا معجزہ دکھایا دو ہفتوں سے جاری بارش عین اُس وقت تھم گئی جب سورج کی مدد سے قبلہ شریف کا تعین کیا جانا تھا، بادل چھٹ گئے، ٹیم نے اپنا کام کیا اور جب کام ختم ہوا تو دوبارہ بارش شروع ہو گئی۔ وہ اتنا شدید جذباتی منظر تھا کہ اُس وقت موقع پر موجود ایک ساتھی جناب اشرف رانجھا صاحب پر ایسا عالمِ رقت طاری ہوا کہ اُسی حالت میں جہانِ فانی سے کوچ کر گئے۔(اناللہ وانا علیہ راجعون)

کنکر اکٹھا کرنے کے واقعات

دریائی کنکر در حقیقت لائم سٹون ہے جو دریا میں ٹریٹ ہو ہو کر چھوٹے چھوٹے پتھروں کی شکل میں بن چکا ہوتا ہے۔ لائم سٹون سے کنکر بننے کا یہ عمل ہزاروں سالوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ اِن کنکروں کو اُس وقت دریا سے نکالا گیا جب دریا کا وہ حصہ خشک تھا۔ اس کے علاوہ جب بارش زیادہ ہوتی ہے اور دریا میں طغیانی آتی ہے تو جہاں کہیں دریا باہر نکلتا ہے اُس علاقے میں بھی یہ کنکر چھوڑ جاتا ہے۔ اُن علاقوں سے بھی کنکر چنے گئے چنائی کے اِس عمل میں ہزاروں افراد نے بیک وقت حصہ لیا، کنکروں کی چنائی کے دوران لوگوں کا جوش و جذبہ دیدنی تھا، دریا اور اُس

کے اردگرد کے علاقوں میں چنائی کے لیے گئے ہوئے افراد چنائی کرتے ہوئے محسوس کرتے تھے کہ اُن پر حالتِ وجد طاری ہو گئی ہے۔ اگست کے موسم میں سخت گرمی اور حبس کے باوجود اُن لوگوں کا جوش قابلِ دید تھا، وہ جس روز چنائی کے لیے جاتے تھے اُس سے پچھلی رات انہیں جاگ کر گزارنا پڑتی تھی، کیونکہ اُنہیں سحری کے وقت چنائی کے لیے پہنچنا ہوتا تھا۔ یہ کنکر مسجد شریف کی تعمیر میں استعمال ہوئے ہیں۔ اُن افراد کا یہ جذبہ اور دورانِ کام اُن کی حالت یقیناً مسجد کی تعمیر کے spiritual back ground سے متعلق ہے۔ شام کو جب وہ کنکر لاد کر بسوں کی چھتوں اور ٹرالوں پر بیٹھ کر واپس جاتے تو سڑک سے گزرتے ہوئے نعرے لگاتے جاتے تھے۔ باوجود اِس کے کہ دریا سے چنے گئے کنکر وہ وہاں سے ٹرالیوں پر لوڈ بھی خود ہی کرتے تھے اور پاک ویکھ آکر اتارتے بھی خود ہی تھے۔ اُنہیں کنکروں کی لدائی اور اترائی کے لیے کسی بھی قسم کے معاون مہیا نہیں کیے گئے تھے۔ اصولاً تو یہ ہونا چاہیے تھا کہ گزشتہ رات سے جاگے ہوئے اگلا سارا دن دھوپ اور حبس میں کام کرنے کی وجہ سے تھکن سے چور ہوتے لیکن اُن کا معاملہ اِس کے بلکل برعکس ہوتا تھا، وہ واپسی پر نعرے لگاتے ہوئے گزرتے جن کی آواز کافی دور تک سنی جاتی تھی اور یہ یقیناً اُن کی مسجد شریف سے وابستگی کی بنیاد پر تھا یہ واقعہ مسجد کی spiritual back ground کی بھی ایک زندہ مثال ہے۔ یہ لوگ ایک ایک دن میں بتیس 32 ٹرالے کنکر اکٹھے کر کے لے جاتے تھے اور یہ ٹرالے اتنے بڑے بڑے تھے کہ ہر ٹرالے پر 300 سے 500 من تک کنکر لادا جا سکتا تھا۔

چیمبر کے نیچے چلہ خانہ کا واقعہ

مسجد کے چیمبر کی بنیاد کے تین فٹ موٹے چبوترہ کی compaction کمپیکشن کے لیے کنکریٹ سے تیار شدہ ایک رولر منگوایا گیا اور اُس کو بنیادوں میں اتارا گیا، اُس کے اندر رسہ ڈال کر اطراف سے پکڑ لیا جاتا تھا اور پھر اُس کو چبوترہ کے اوپر پھیرا جاتا تھا لیکن اِس رولر سے کئی گئی کی compaction کو تسلی بخش نہ سمجھا گیا اور پھر ہائی ویز بنانے والا روڈ رولر منگوایا گیا اور اُس کو بنیادوں میں اتارا گیا اور اُس کے ساتھ کمپیکشن کی گئی اور تین دن تک مسلسل پانی لگائے رکھا گیا اور ساتھ ساتھ کمپیکشن کی گئی۔ اِس طرح روڈ رولر مسلسل تین دن بنیاد پر چلتا رہا اور اُس نے بنیاد کو compact کیا اور وہ compaction کمپیکشن اتنی زبردست ہوئی کہ بعد ازاں جب ایک واقعہ پیش آیا تو اُس نے اُس کی کوالٹی کی دوبارہ تصدیق ہو گئی۔

مسجد کی بنیاد بناتے وقت اُس کے چیمبر میں تین (spaces) خانے رکھے گئے تھے یہ تینوں spaces longichiunal and transverse تھیں۔ جہاں جہاں پلرز کی چار چار فٹ کی دیواریں ایک دوسرے کو کراس کرتی تھیں اُن کے درمیان وہ جگہ تھیں مسجد کے چیمبر کے نیچے یہ جگہ اِس لیے رکھی گئی کہ بعد ازاں اُس میں ایک سوراخ بنا دیا جائے گا تاکہ کبھی اگر کوئی بندہ چلہ کرنا چاہے تو یہ جگہ چلہ خانہ کے طور پر استعمال ہو جائے۔ اِس پر صاحبِ مسجد کو انتہائی سخت تنبیہہ ہوئی اور حکم ملا کہ اُن خانوں کو فوری طور پر اینٹوں سے بند کیا جائے تاکہ اِس قسم کی کوئی حرکت آئندہ تاریخ میں بھی نہ ہو کیونکہ اس مسجد کے اندر اگر چلہ خانہ موجود ہوا تو جو شخص اندر چلہ خانہ میں جائے گا وہ وہاں پر ہی سوئے گا اور جب

سوئے گا تو بے وضو ہو گا چونکہ یہ مسجد پاک ہے اِس لیے اِس میں اِس قسم کی حرکت پسند نہیں کی جائے گی۔ اِس پر اِن خانوں میں جو ریت بھری ہوئی تھی وہ دوبارہ نکلوائی گئی جب ریت نکلوائی گئی تو باہر والے کمپاونڈ میں مٹی بھری ہوئی تھی وہ بھی نکلوائی گئی جب وہ مٹی نکلی تو نیچے سے انتہائی تیزی کے ساتھ پانی باہر نکلا اُس وقت ہمیں معلوم ہوا کہ کمپیکشن کے وقت جو پانی ہم نے لگایا تھا وہ پانی ابھی تک بنیادوں میں موجود ہے۔ کمپیکشن کے 5 سال بعد یہ واقعہ پیش آیا اور اُس وقت تک پانی زمین کے اندر نہیں گیا تھا بلکہ کمپیکشن کی سطح کے اوپر موجود تھا۔ اُس کے بعد اُس پانی کو موٹریں لگا کر تین دن تک مسلسل باہر نکالا گیا کیونکہ پانی تین دن میں ہی ڈالا گیا اِس لیے اِس کو باہر نکالتے ہوئے بھی تین دن ہی لگے۔ اِس سے دو باتوں کی تصدیق ہوئی، پہلی کہ اِس کی بنیاد کی کمپیکشن کس سطح کی گئی ہے اور دوسرا اِس مسجد کو تعمیر کروانے والوں کی آبزرویشن کا بھی احساس ہوا کہ اِس مسجد کی ہر ہر چیز کس طرح براہ راست اُن کے انڈر آبزرویشن ہے کیونکہ اگر یہ پانی اِسی طرح زیر زمین رہتا تو اُس نے آنے والے دور میں مسجد کے اوپر والے سٹرکچر کو خراب کرنا تھا۔ اِس سے اوپر والے سٹرکچر میں نمی آجانی تھی جس سے اوپر والا سٹرکچر متاثر ہوتا۔ اِس مسجد کی تعمیر کی نگرانی یقیناً ایسی نگاہیں کر رہی ہیں جن سے کچھ بھی اوجھل نہیں ہے۔ یہ اِس مسجد کا spiritual back ground بھی ہے۔

ٹرانسفارمر کے لیے رقم کا بندوبست ہونا

جب مسجد شریف کی بنیاد رکھی گئی تو گجرات اور گردوپیش کے بھٹوں کی اینٹیں ختم ہوگئی تھیں پھر سرگودہا سے اینٹیں منگوائی گئیں۔ مسجد شریف کی تعمیر کا خرچہ بھی اللہ تعالیٰ نے عطا کیا۔ مسجد شریف کے ٹرانسفارمر کے لیے محکمہ واپڈا نے دولاکھ دس ہزار کا ڈیمانڈ نوٹس بنا کر دیا تھا کہ اگر یہ رقم جمع کروائی جائے تو واپڈا ٹرانسفارمر لگا کر دے گا۔ ہفتہ کے روز واپڈا والوں کو پیسے جمع کروانے تھے جبکہ جمعہ والے روز ہمارے پاس صرف پچاس ہزار روپے تھے اور اُسی شام یعنی جمعہ کی شام دولاکھ دس ہزار روپے مسجد شریف پہنچانا ضروری تھے کیونکہ ہفتہ والے روز ڈیمانڈ نوٹس جمع کروانا تھا۔ نمازِ جمعہ سے فارغ ہو کر جب ڈیرہ شریف سے مسجد شریف کے لیے نکلنے لگے تو مسجد کے دروازے پر ایک اجنبی شخص کھڑا تھا اُس کے ہاتھ میں ایک لفافہ تھا اُس نے کہا کہ کوئی راہی یہ رقم مسجد شریف کے لیے دے گیا ہے جب رقم گنی گئی تو وہ ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپے تھے۔ پچاس ہزار روپے پہلے موجود تھے اِس طرح دولاکھ دس ہزار روپے پورے ہوگئے اور مسجد کے ٹرانسفارمر کا ڈیمانڈ نوٹس بروقت جمع کروادیا گیا اب اِس مسافر کو کیسے معلوم تھا کہ ہمیں مسجد کے لیے اتنے ہی پیسوں کی ضرورت ہے، واللہ عالم وہ مسافر تھا یا کون تھا؟ اِس طرح کے واقعات سے مسجد کی تاریخ بھری پڑی ہے۔ محکمہ واپڈا نے ہمیں ایک دن بھی معاف نہیں کیا ہے کل کو اگر کوئی یہ دعویٰ کرے کہ اِس مسجد شریف کی تعمیر میں حکومت کی بھی معاونت رہی ہے تو یہ بات سراسر غلط ہے اور اِس کی سختی سے نفی کی جاتی ہے۔

سفید ماربل کا بندوبست

صاحبِ مسجد بتاتے ہیں کہ ایک دفعہ مسجد کی دیوار پر کھڑے انہیں محسوس ہوا کہ پتھر کم رہ گیا ہے میرا کمپاونڈ خالی ہے، میں نے سوچا کہ نیچے اُترتا ہوں تو پتھر منگوانے کے لیے آرڈر کرتا ہوں ابھی میں سیڑھیاں اترا ہی تو مسجد کے ایگزیکٹو انچارج حاجی محمد عنایت صاحب میری طرف آرہے تھے اُنہوں نے آکر اطلاع دی کہ پتھر سے لدی دو گاڑیاں اٹک پہنچ چکی ہیں۔ میں نے اُن سے کہا کہ اب میں اگلی بات آپ سے کیا کہوں؟ مسجد شریف کی تعمیر کے دوران ہمیں ایمان کی اُس لذت سے فیض یاب ہونے کا موقع ملا ہے کہ اگر یہ مسجد ہمیں بطور ٹاسک نہ ملتی تو ہم اِس نعمت سے محروم رہ جاتے۔ اِس مسجد کی تعمیر کے دوران ہمیں معلوم ہوا کہ اللہ تعالی اتنا قریب ہے اور وہ اتنی جلدی ہماری بات سن کر اس کا جواب بھی دے دیتا ہے۔

مسجد کے یوم تاسیس کے حوالہ سے تقریب

جس روز یعنی ذوالحج کے تیسرے جمعۃ المبارک کو مسجد شریف کی بنیاد اٹھائی گئی تھی ہر سال اُسی روز مسجد میں ایک تقریب کا اہتمام کیا جاتا ہے، اُس تقریب کا جب پہلے سال اہتمام کیا گیا تو اُس میں احباب کیک لائے اُس کیک کو پذیرائی ملی دوسرے سال اُس موقع پر بہت سارے احباب کیک لے کر آئے (۲۰۱۳) میں تیس ہزار کے لگ بھگ افراد نے سالانہ تقریب میں شمولیت اختیار کی اور اُن سب کی کیک سے تواضع کی گئی۔ یوم تاسیس کے موقع پر احباب کافی بڑے بڑے کیک لے کر آتے ہیں باوجود اِس کے ہم بڑے کیک لانے سے منع کرتے ہیں۔ لیکن احباب ایک ایک من کا کیک لے کر آتے ہیں، جب ہمارے علم میں

آتا ہے کہ فلاں شخص ایک من (چالیس کلو) کا کیک بنوا رہا ہے تو ہم اُس کو منع کرتے ہیں اور یہ پیغام بھجواتے ہیں کہ وہ دس کلو سے بڑا کیک مت لائیں، مسجد شریف کی سالانہ تقریب کی کوئی منادی نہیں کی جاتی بلکہ اِس کے متعلق معلومات لوگوں کو سینہ بہ سینہ پہنچتی ہے اور لوگ جوق در جوق چلے آتے ہیں۔اب اِس تقریب کے موقع پر اتنے کیک جمع ہو جاتے ہیں کہ وہ باقاعدہ تقریب کا حصہ بن جاتے ہیں مسجد شریف کی ساری گرین بیلٹ پر چارپائیاں بچھا کر اُن پر کیک رکھے جاتے ہیں

سالانہ تقریب کے روز محفل کے باقاعدہ آغاز سے پہلے مسجد شریف کے شیڈز کے نیچے چارپائیاں بچھا دی جاتی ہیں جن پر لوگ کیک لا کر رکھتے جاتے ہیں، کیک لانے والے افراد کو باقاعدہ سکیورٹی چیکنگ کے بعد اندر آنے کی اجازت دی جاتی ہے، عموماً دس سے پندرہ افراد بڑا کیک اُٹھا کر لاتے ہیں اِس مقصد کے لیے وہ عقبی دروازہ استعمال کرتے ہیں جہاں سے سکیورٹی چیک کے بعد اُنہیں اندر داخل کیا جاتا ہے۔جب شیڈ کیکس سے بَھر جاتا ہے تو پھر باقی ماندہ کیک شیڈ سے باہر لگائے جاتے ہیں یہ کیک کا تبرک بھی اُنہی کا منتخب کیا ہے جو اِس مسجد شریف کے والی ہیں،اِس مسجد شریف کی ہر چیز سوچ سے ماوراء ہے۔

مسجد کی وجہ سے علاقہ میں ہونے والے رفاہی کام

مسجد شریف کے فیضان کا سلسلہ ابھی سے جاری ہے اِس کی ابتداء جناب ڈاکٹر فرخ حفیظ صاحبؒ سے ہوئی لیکن یہ فیضان کبھی نہ ختم ہونے والا ہے۔ انسان بدلتے رہیں گے اور فیضان جاری رہے گا کیونکہ یہ فیضان اُن کا ہے جو وجہِ وجودِ کائنات ہیں۔ جن کی زندگی کی وجہ سے یہ کائنات زندہ ہے۔

حضرت ڈاکٹر محمد فرخ حفیظ ؒ کی نسبتِ قادریہ کا شجرہ عالیہ

وجود الکل حضرت اصل الاولیاء والرسل اللہ رب عزوجل		
سید المرسلین، خاتم النبین، شفیع المذنبین حضرت محمد الرسول اللہ ﷺ		
اسد اللہ الغالب حضرت علی ابنِ ابی طالب کرم اللہ وجہ	<-	حضرت خواجہ ابو نصر حسن بصری ؓ
حضرت خواجہ حبیب عجمی ؓ	<-	حضرت خواجہ داود طائی ؒ
حضرت خواجہ شیخ معروف کرخی ؒ	<-	حضرت خواجہ عبد اللہ سری خفطی ؒ
حضرت شیخ جنید بغدادی ؒ	<-	حضرت شیخ ابو بکر شبلی ؒ
حضرت شیخ عبد الواحد بلخی ؒ	<-	حضرت خواجہ عبد العزیز ؒ
حضرت شیخ ابو الفرح طرطوسی ؒ	<-	حضرت شیخ ابو الحن علی بنکاری ؒ
حضرت شیخ ابوسعید بن مبارک مخرومی ؒ	<-	غوثِ صمدانی محبوبِ سبحانی پیرانِ پیر حضرت شیخ عبد القادر جیلانی ؒ
حضرت شیخ سلطان احمد ؒ	<-	حضرت شیخ عبد الوہاب ؒ
حضرت خواجہ سیف الدین ؒ	<-	حضرت سید ابو نصر دین ؒ
حضرت سید صوفی ؒ کمال ؒ	<-	حضرت سید احمد ؒ
حضرت سید مسعود ؒ	<-	حضرت سید علی شاہ ؒ
حضرت سید محمود ؒ	<-	حضرت سید شاہ امیر الدین ؒ
حضرت سید شمس الدین ؒ	<-	حضرت سید غوث معظم ؒ

حضرت سید مبارکؒ	<-	حضرت سید معروف عرفانؒ
حضرت شاہ سلمانؒ	<-	شیخ المشائخ حضرت نوشاہ پاکؒ
حضرت شیخ پیر محمد سچیار صاحبؒ	<-	حضرت شاہ شریفؒ
حضرت شیخ صدیق محمدؒ	<-	حضرت سید ثابت شاہؒ
بلبل گلستان محمدی حضرت حافظ گل محمدؒ(جد الاجداد حضرت حافظ شفیق احمد صاحبؒ)	<-	حافظ البرکات حضرت امام بخشؒ
ابوالفیض حضرت حافظ نور جمالؒ (دادا جان حضرت حافظ شفیق احمد صاحبؒ)	<-	حضرت حافظ خیر محمدؒ
حضرت حافظ ابوالریاض شفیق احمد صاحبؒ	<-	زبدۃ العارفین ، حضرت قبلہ صوفی عبد الغنی قادریؒ
صاحبِ مسجد جناب الحاج حضرت ڈاکٹر محمد فرخ حفیظ قادری صاحبؒ		

مسجد شریف کی تعمیر میں حصہ لینے والے افراد اور معاونین:

عطائے کبریٰ: اللہ رب العزت، خدائے لم یزل، قادر مطلق، مالکِ کُن فیکون جو کہ نہایت رحیم و کریم ہے۔ بفیضانِ رحمت و کرم، سرور کائنات، فخر موجودات، نبی مکرم، نور مجسم، احمد مجتبیٰ حضرت محمد الرسول اللہ ﷺ مسجد پاک کی تعمیر ہوئی، اُن گرامیِ قدر ہستیوں کے علاوہ اِس جہانِ فانی سے متعلق جن افراد نے اِس مسجد شریف کی تعمیر میں حصہ لیا اُن میں فقیہہ العصر کیرانوالہ پیر سید محمد شعیب شاہ صاحب مد ظلہ العالی اور خانوادہ سادات کے تمام افراد۔ صاحبزادہ محمد شاہد حفیظ صاحب، جناب فواد مالک، جناب وقاص مالک، جناب ہشام مالک صاحب شامل ہیں۔ اِس کے علاوہ جن افراد کی محنت رنگ لائی وہ درج ذیل ہیں سب سے پہلے اُن افراد کا ذکر جن کا کردار مسجد کی تعمیر کے دوران امتیازی اہمیت کا حامل رہا اُس کے بعد بالترتیب تمام افراد کے نام درج ہیں۔

امتیازی کردار:

کامل خان ممتاز صاحب (ماہر تعمیرات)، ملک مقصود احمد صاحب (ماہر آثار قدیمہ) الحاج عنایت علی ملہی (لاہور)، الحاج محمد یعقوب صاحب (وزیر آباد)، حاجی محمد یعقوب صاحب (گوجرانوالہ)، چوہدری فیاض احمد و اہلیہ (اسلام آباد)، محمد اصغر مغل صاحب، محمد عاصم بھٹی صاحب، حاجی حبیب اللہ صاحب، حاجی مشتاق احمد صاحب، حاجی محمد اقبال صاحب، محمد اشرف رانجھا صاحب، مظہر حسین چیمہ صاحب، قاری مشتاق احمد صاحب، سعود عزیز صاحب، جمشید رسول صاحب،

مبشر اقبال صاحب، رشید احمد جٹوکل ، رضوان الحق ، قمر جاوید رانجھا، سکندر حیات تارڑ، محمد حیات تارڑ، شمریز احمد کدھر

ڈاکٹر حافظ محمد فرخ حفیظ صاحبؒ کا ہمہ وقتی خصوصی معاون عملہ:

شہباز احمد (مالی انتظامی معاون)، عدنان صادق (ذاتی معاون)، قمر عباس تارڑ، حاجی ارشد شہزاد ،عزیز احمد، قاری غضنفر،صاحبزادہ محمد احسن، قاری محمد عادل افتخار، ذوالقرنین، محمد فاروق، شفقت اللہ، محمد وقاص۔

تکنیکی معاون برائے عمل درآمد:

مستری اشفاق احمد (چکری کرم خان) ابصار احمد رانجھا (ڈیرہ حضرت میاں صاحب)

سنگِ مَرمَر کی کشیدہ کاری ٹیم:

متین احمد، محمد رضوان، سہیل احمد، اشتیاق احمد، احمد بلال، قاری عمران، قاری فخر اللہ، عبدالخالق، واجد حسین ،افران احمد، بلال اشرف، محمد ندیم ، عدنان احمد، محمد زاہد، فرقان سلطان، قاری الطاف، محمد قیصر، ملک عامر ، جہانزیب ، قاری فیاض احمد، ناصر اقبال، قاری افضال احمد، قاری سرفراز، قاسم علی، ملک فہیم، وحید احمد، رب نواز، شاہد عمران، حسنات احمد، وقاص انصر، معظم علی، علی حسن، ندیم اختر، تنویر حیدر، احمد مقصود ، سیف سکندر، مزمل حسین ، میاں محمد عامر، قاری امتیاز ،محمد ناصر ، امتیاز احمد، عدیل قاسم، محسن علی ، قاری شمریز ، صفدر حسین ، ساجد محمود ، قاری فیاض، مسعود اختر، ذیشان قاسم، راشد علی، شہباز قریشی، اجمل منظور۔

پتھر کو گولائی دینے والی ٹیم:

نسیم اقبال، محمد عثمان، ابرار حسین، عمران اصغر، لقمان اصغر، آصف حیدر، افنان ارشد، بلال مقصود، منظور بن قاسم، محمد اقبال، عابد حسین، فیصل حسین، شاہد عمران تلہ، محمد ناصر (شمس آباد)، آکاش منور، شاہد عظیم، سفیر حسین، اورنگزیب۔

زگ زیگ بنانے والی ٹیم:

محمد اکرم (کدھر شریف)، مشتاق احمد، محمد اقبال، قمر عباس، محمد عمران

پتھر کاٹنے اور پالشنگ مشین کے کاریگر:

اظہر اقبال، وقاص ریاض، محمد اجمل، مزمل حسین، خاور شہزاد، ثناء اللہ۔

شعبہ نشر و اشاعت: محمد انصر اقبال۔

شعبہ آرٹ و ڈیزائن:

شاہد رفیق انور، افضال احمد، مبشر حسین، محمد عاقب سلیم، احمد حیدر۔

جواہرات اور قیمتی پتھر تراشنے و پالش کرنے والی ٹیم:

شبیر حسین، قاری مبشر، عتیق الرحمن، عبدالرحمن، محمد عکاشہ، محمد عزیر، محمد ارشاد، بلال حنیف، محمد اسلم، آفتاب احمد، محمد عثمان، قاری نصیر احمد۔

سنگِ مَرمَر پر دَستی پالش کرنے والے کارکنان:

ارشاد احمد، محمد خان، شمس تبریز، نسیم حیدر، منور حسین، خضر حیات، مبین احمد، عقیل احمد اور دیگر بہت سے احباب۔

سکیورٹی ٹیم:

محمد عارف، محمد اشفاق، جاوید اقبال، صادق حسین، مظہر حسین، عباس گوندل، قمر عباس (بوہٹ)، محمد یار، احمد خان، وقاص احمد، محمد اعظم لک، محمد اعظم، شوکت حسین، شاہد اقبال، ارشد محمود۔

باغبانی ٹیم:

خاور محمود، نثار احمد، غضنفر علی، محمد عزیز، ظہور الٰہی، حاجی یعقوب، انصر محمود، شان علی، محمد اکرم۔

بھاری اور پر مشقت کام کرنے والے:

محمد طارق، محمد وکیل، محمد ایوب چیمہ، محمد آصف، شفقت علی، جاوید اقبال، محمد اعجاز، خالد حسین، طارق محمود، محمد یاسر، منور حسین، محمد قاسم، صدیق الاسلام، عدنان فاروق، ممتاز احمد، محمد الیاس، نوید اختر، نصر اقبال، سہیل انجم، محمد اشرف، اکرام عارف، عزیر احمد، افتخار احمد، مناظر علی، ذوالکیف احمد، محمد عاصم، وقار احمد، شاہد عباس، قاری امجد، قاری فیض رسول، زبیر احمد، محمد فیاض، طیب علی، رفاقت علی، حاجی محمد ارشد، علی اکبر، حسن نذیر، محمد شہباز، محمد افضل، توقیر احمد، محمد عمران، افتخار احمد (پھالیہ)، محمد عرفان، شاہد عمران، علی حمزہ، محمد ثقلین، محمد سلیمان، ضیغم عباس، ثاقب سہیل، محمد حسنین، محمد حسیب۔

لنگر کے برتن اور دستر خوان دھونے والی خواتین:

رابعہ بی بی، بشیر بی بی، نسیم بی بی، نذیر بی بی، کبریٰ بی بی، صابرہ بی بی، مسّرت بی بی۔

کارکنان لنگر خانہ:

شفاقت عمران، قاری فراز احمد، انصر محمود، سیف اللہ، میاں محمد اکرم، شاہد عمران۔

مشینری ورکشاپ ٹیم: منور حسین، مختار احمد۔

الیکٹریشنز: محمد اشرف، میاں منیر احمد، میاں محمد عمران، ثقلین رضا۔

استقبالیہ ٹیم:

احسان اللہ، عزت اقبال، محمد یاسر، انصر محمود، میاں صفدر حسین، اویس مختار، رضوان بشیر۔

مقامی انتظامی ٹیم:

حاجی محمد عنایت اللہ (انچارج نظم و ربط)، حاجی قاسم متین (سٹور انچارج) عابد حسین (میانہ گوندل)، بشارت حسین، عابد حسین، قاری مختار احمد، رضوان احمد، محمد ندیم، محمد فیصل میکن، غلام حیدر، محمد وسیم، مظہر اقبال، خالد محمود، محمد اکرم، سید وقاص۔

پبلک گائیڈز:

صوبیدار میجر (ر) محمد عنایت، محمد نعیم رضا، محمد شعیب، مبشر رسول، احسان اللہ، محمد صغیر، علی حمزہ۔

ڈاکٹرز و پیرا میڈیکل سٹاف:

ڈاکٹر فاروق مصطفی علوی، ڈاکٹر ناصر احمد چوہدری، ڈاکٹر اشہل پال، ڈاکٹر عطاء الرسول، ڈاکٹر یاسر افضل گھمن، ڈاکٹر رضوان ناصر، ڈاکٹر اویس شریف، ڈاکٹر محسن رانا، ڈاکٹر محمد شہیر، ڈاکٹر عتیق یوسف، ڈاکٹر عماد حسن، امجد اقبال، میاں اعجاز احمد، ظفر اقبال،

محمد اشرف، شمیم اختر، خالد جرال، محمد حسین، محمد اختر، مختار احمد، باسط رضوان، محمد عدنان، ساجد افتخار، صفدر اقبال، اعجاز احمد، مہدی حسن۔

جنرل سپلائی ٹیم:

محمد امین صاحب، ادریس مجید صاحب، شفیق احمد صاحب، محمد عارف جٹ صاحب، امجد جٹ صاحب، احمد جٹ صاحب، محمد ہمایوں خان، توفیق احمد صاحب، غضنفر علی صاحب، تصور حیات۔

سنگِ مَرمَر اور سازوسامان مہیا کرنے والے:

سید اسلام باچا، محمد اقبال (مرحبا ماربل)، محمد نعیم (یونائیٹڈ ٹولز)، فاروق شاہ، محمد گل شیر ، رحیم شاہ صاحب (سٹون سپلائر)، انبالی خان (سٹون سپلائر)، عامر حفیظ۔

خصوصی معاونین اور وابستگان:

سید شفقت حسین شاہ صاحب، سید صفدر حسین صاحب، محمد ظفر صاحب، حاجی امتیاز احمد چوہدری، محمد طارق رائیکہ، حاجی محمد افضل، میاں محمد یوسف، اعجاز احمد، حفیظ اللہ، ذاکر حسین، سید ریاض حسین شاہ، ملک اسحاق، افتخار احمد، محمد طارق (پاہڑیانوالی)، محمد طارق (پھالیہ)، سید رضوان حسین، چوہدری وقار احمد ایڈووکیٹ، حاجی خضر حیات، محمد الیاس، حاجی عطا محمد (پھالیہ)، حاجی عطا محمد (پاہڑیانوالی)، نذیر احمد، سلطان احمد، عمیر مختار، خالد محمود، طارق محمود، فرخ مختار، فرخ بھٹی، محمد اسلم، محمد آصف، مرزا ظفر اقبال، مرزا عارف نعیم، حاجی اقبال شمس، طارق احمد چٹھہ، منور حسین، شہباز شاہ، حاجی امجد صاحب (گوجرانوالہ)، عبد القادر (گجرات) محمد اکرم (کوٹ غلام)، چوہدری محمد ریاض، میاں عزیز احمد، غلام عباس، حاجی محمد علی، چوہدری محمد بوٹا، زعیم عظمت

تارڑ، محمد احسان ، مرزا عرفان احمد ،اورنگزیب (چکریاں)، سید ابرار شاہ صاحب، راجہ محمد یعقوب، حاجی عبد العزیز، محمد صادق طاہر ، چوہدری غلام رسول ، چوہدری محمد ریاض (کدھر)، چوہدری محمد عباس بوسال، شفقت اقبال، محمد اکبر، مستنصر حسین اور دیگر بے شمار معاونین جن کے اسم گرامی تحریر نہ ہو سکے لیکن اللہ تعالیٰ کے حضور موجود ہیں۔

حرفِ آخر

مسجد پاک ویگھہ شریف عصرِ حاضر میں فنِ تعمیر کا ایک عظیم شاہکار ہے۔ ایک کتاب اِس کے متعلق تمام معلومات بہم پہنچانے کا متحمل نہیں ہو سکتی ہے۔ میں نے اِس کتاب میں مسجد کے طریقہ تعمیر اور اُس کے چیمبر یعنی دیوانِ خاص کی مختصر وضاحت کی ہے ۔ اِس کے علاوہ مسجد شریف کے طریقہِ تعمیر میں اُس کی بنیاد سے لے کر عمارت کے تمام پہلوؤں کا جزوی احاطہ کیا ہے اور بتایا ہے کہ مسجد شریف کی بنیاد کِس اصول پر اٹھائی گئ ، اِس کو کیسے تعمیر کیا گیا، اِس کی بنیاد میں کون کون سے حفاظتی انتظامات کیے گئے تا کہ مسجد کی مضبوطی میں ہر ممکن حَد تک اضافہ کیا جاسکے ۔ اِسی طرح مسجد شریف میں استعمال ہونے والا ماربل بھی اِس ترتیب سے لگایا گیا ہے کہ اُس کا وزن اینٹوں پر نہیں ہے بلکہ وہ خود اپنا بوجھ اٹھائے ہوئے ہے۔ ماربل کے ہر پیس کو wedge and grove technology. کے ذریعے ایک دوسرے سے جوڑا کر اُن کے درمیان وہ مصالحہ بھرا گیا ہے جو کلنکر اور لائم پاوڈر سے تیار کیا گیا ہے اور پھر اِسی پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ ماربل کے پیسوں کو سٹین لیس سٹیل کے کیلوں کے ذریعے بھی ایک دوسرے سے باندھا گیا

ہے اور ہر مکمل یونٹ کو آخر میں ماربل کی ایک (Master Key) کے ذریعے اینٹوں کی دیوار میں پیوست کیا گیا ہے تا کہ مضبوطی مزید بڑھ جائے۔ بُنیاد سے لے کر آخر تک مسجد شریف اِسی اصول کی بنیاد پر تعمیر کی گئی ہے، مسجد کے ہال کے حوالہ سے بھی یہ واضح کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ میں نے چیمبر یعنی ہال کی اندرونی سمت میں ہونے والی خطاطی کو بیان کیا ہے۔ اُس کے علاوہ مسجد شریف میں جو خطاطی کی گئی ہے وہ بذاتِ خود کئی کتابوں کو مواد میسر کر سکتی ہے۔ اِس کتاب کی ایک انفرادیت یہ بھی ہے کہ اِس میں دستیاب معلومات صاحبِ مسجد جناب حضرت صاحبؒ سے براہِ راست حاصل کی گئی ہیں اور اُنہی کی روشنی میں یہ کتاب مُرتب کی گئی ہے کیونکہ اِس کتاب میں دستیاب معلومات ایک مکالہ کی شکل میں جناب حضرت صاحبؒ کو پیش کی جا چکی ہیں اور اُن ہی معلومات کی روشنی میں اِس کتاب کو ترتیب دیا گیا ہے۔ وہ مکالہ اُس وقت لکھا گیا تھا جب صاحبِ مسجد خود حیات تھے اور اُن کی ٹیم شبانہ روز مصروفِ عمل تھی۔ کسی بھی عمارت کو بنانے کا مقصد، اُس کو بنانے والے سے بہتر کوئی نہیں بتا سکتا، اِس سلسلہ میں سب سے معتبر رائے یقیناً اُسی شخص کی ہوگی جس نے وہ تیار کی ہوگی یا اپنی نگرانی میں تیار کروائی ہوگی۔ اس سے بڑھ کر میرے لیے اور سعادت کیا ہوگی کہ میں نے اُس وقت اِس موضوع پر قلم اٹھایا جب اِس کو تعمیر کرنے والی پوری ٹیم نہ صرف موقع پر موجود ہے۔ بلکہ کام بھی کر رہی ہے۔ مسجد شریف پر تحقیق کے دوران مجھے کچھ عرصہ وہاں مستقل رہنے کا اتفاق ہوا اور گاہے گاہے تو بے شمار دفعہ حاضر ہوا، وہاں پر کام کرنے والے افراد، کاریگروں اور دیگر عملہ کے ساتھ وقت

گزارا، اُن سے اِس موضوع پر گھنٹوں گفتگو ہوئی، تمام افراد اِس شاہکار کو اِس محبت سے بیان کرتے کہ جی چاہتا بات ختم نہ ہو اور اکثر ایسا ہی ہوتا۔ گزشتہ پندرہ سال سے وہاں کام کرنے والے افراد کے پاس ایک ایک پتھر کے متعلق معلومات موجود ہیں۔ کب آیا، کیسے کٹا، نقشہ بنا، کندہ کیا گیا، کس نے کب، کون سا کام کیا اور پھر کس وقت کوئی پتھر نصب کیا گیا اور کس کس نے کیا۔ یہاں ہر شخص اپنے کام کا ماہر لیکن دوسرے سے باخبر بھی۔ اِس کتاب میں اُن لوگوں سے حاصل شدہ معلومات بھی ہیں جو گزشتہ ڈیڑھ دہائی سے زیادہ عرصہ سے وہاں مقیم ہیں اور عشقِ حقیقی کی لازوال داستان کی تعمیر میں مشغول ہیں جنہوں نے اپنے ہاتھوں اِس شاہکار کو تعمیر کیا۔ مجھے دورانِ تحقیق سب سے زیادہ رہنمائی صاحبِ مسجد جناب ڈاکٹر محمد فرخ حفیظ صاحبؒ سے حاصل ہوئی، انہوں نے ہر چیز پر انتہائی مفصل گفتگو فرمائی، انہوں نے کب، کیوں، کہاں، کیسے کو پیدا ہونے کا موقع ہی نہیں دیا۔ مری میں اُن کے ساتھ ون آن ون ہونے والی نشست میری زندگی کا حاصلِ کل ہے۔ جنابؒ نے گھنٹوں اِس موضوع پر گفتگو فرمائی، میں ریکارڈ کرتا رہا، جو سوالات ذہن میں اُٹھے اکثر کا جواب سوال کیے بغیر ہی مل گیا۔ اِس موضوع پر یقیناً صدیوں کام ہوتا رہے گا میں تو حسن یوسفؑ کے خریداروں میں روئی کی اَٹی لانے والی بڑھیا سے بھی کم اہمیت رکھتا ہوں لیکن یہ یقینِ کامل ہے کہ مسجد شریف پر مزید تحقیق کرنے والوں کے لیے یہ کتاب انتہائی اہم دستاویز شمار ہوگی کیونکہ اب یہ اعزاز کسی کو مقدر نہ ہو گا کہ وہ صاحبِ مسجد سے روبرو استفادہ کر سکے۔ ہمارے ہاں فنِ تعمیر کے حوالے سے جتنی بھی تحقیق ہوئی ہے وہ

اُس وقت ہوئی جب اُس عمارت کو تعمیر کرنے والے اس دنیا میں موجود نہ تھے، مسجد پاک بیگھ شریف کا یہ بھی ایک اعزاز ہے کہ اُس کو دورانِ تعمیر اور صاحبِ مسجد کی موجودگی میں ہی تحریری پیرائے میں لایا گیا ہے۔ صاحبِ مسجد جناب حضرت صاحبؒ نے قدم قدم پر ناچیز کی بھی اُسی طرح رہنمائی فرمائی جس طرح اِس مسجد کے دیگر وابستگان، کاریگروں اور عملا کی رہنمائی فرماتے۔ اِس مسجد شریف نے اپنی اُٹھان سے ہی یہ ثابت کر دیا کہ یہ ایک معجزہ ہے۔ افسوس کہ آئندہ تحقیق کرنے والوں کو یہ اعزاز حاصل نہ ہو سکے گا کہ وہ اِس کا سنگ بنیاد رکھنے والے سے شرفِ گفتگو حاصل کر سکیں لیکن اِس کے باوجود اُن کی رہنمائی کے لیے وہاں افراد کی کبھی کمی نہ ہو گی جن تک سینہ بہ سینہ اِس مسجد شریف کی تمام معلومات منتقل ہوتی رہیں گی۔

میں اللہ رب العزت کا شکر گزار ہوں کہ اُس کی بے پایاں رحمت میرے شامل حال ہوئی، جس سے مجھ سے گناہ گار کو اِس مسجد کے متعلق کام کرنے کا موقع ملا جو اللہ کے محبوب سید المرسلین، خاتم النبین، نبی مکرم، جنابِ احمد مجتبیٰ محمد مصطفی ﷺ کی محبت کا شاہکار ہے۔ جس نے دورِ حاضر کے زباں دانوں کو بتا دیا کہ اہلِ دل کے ہاں معیارِ محبت کیا ہے، دعویٰ عشقِ حقیقی کرنے والوں کی رہنمائی کے لیے ایک زندہ وجاوید معیار قائم کر دیا تا کہ ہر عاشق وہاں حاضر ہو کر خود کو پرکھ سکے کہ معیار عشق تو یہ ہے اور اِس سلسلہ میں وہ کہاں کھڑا ہے، ایسا معیار جو عشاق کے جذبات کو بھڑکا دے کہ اُن کی لَو کبھی بجھنے نہ پائے جب دیا ٹمٹانے لگے تو یہ ہی معیار اُن کی رہنمائی فرمائے، مسجد پاک ویگھ شریف اُن معجزات کا

تسلسل ہے جن سے یہ بات ہر دور میں ثابت ہوئی کہ اب قیامت تک نبی ﷺ کی نبوت کا ہی دور ہے۔ جب یہ ختم ہو گا تو قیامت ہو گی۔ اُس کی ایک زندہ مثال یہ بھی ہے کہ روزِ محشر اللہ رب العزت جب دربار سجائے گا تو نبی مکرم ﷺ ہی بارگاہِ ایزدی میں حاضر ہو کر حساب کتاب شروع کرنے کی درخواست فرمائیں گے کیونکہ جس نبی کے دور میں کوئی واقعہ رونما ہوتا ہے وہ ہی اللہ رب العزت سے اُس کے متعلق درخواست کرتے ہیں اور جب تک کسی نبی کی نبوت ہوتی ہے اُس کے معجزات رونما ہوتے رہتے ہیں، چونکہ نبی ﷺ کی نبوت قیامت تک کے لیے ہے اِس لیے قیامت تک اُن کے معجزات بھی رونما ہوتے رہیں گے۔ یہ مسجد شریف انہی کا ایک تسلسل ہے میں پہلے بھی واضح کر چکا کہ مسجد شریف ایک ایسا شاہکار ہے جس پر آنے والے وقت میں بہت سی تحقیق ہو گی کیونکہ مسجد شریف اسلامی فن تعمیر اور جدت کا ایک حسین امتزاج ہے لیکن اِس سے بڑھ کر یہ کہ اِس مسجد پاک ویگھ شریف میں جناب حضرت ڈاکٹر محمد فرخ حفیظ صاحبؒ کی اپنے خالق حقیقی کے ساتھ عظیم والہانہ وابستگی ، انمول انمٹ اور لازوال داستانِ عشق بھی رقم طراز ہے۔

اِس کتاب کے آخر میں جناب حضرت صاحبؒ کا آخری خطبہ اِس لیے شامل کر دیا گیا ہے کہ قارئین کو یہ سمجھنے میں آسانی رہے کہ اپنی زندگی کے آخری لمحات تک قبلہ حضرت صاحبؒ کس تندہی کے ساتھ اصلاحِ معاشرہ کے لیے سرگرم رہے اور اپنے معتقدین کو کِس محبت بھرے انداز میں اپنے رب کریم کی طرف راغب

فرماتے رہے۔ یقیناً اللہ کریم نے اُن کی اِس سعادت کو ہماری توقعات اور سوچوں سے بڑھ کر مقام عطا فرمایا ہو گا۔

جناب حضرت صاحبؒ کا بیان اُن کی زبانِ مبارک میں

''نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم فَهُوَ سَيِّدُ الْاَوَّلِيْنَ وَالاٰخِرِيْنَ وَ اَفْضَلُ الْاَوَّلِيْنَ وَالاٰخِرِيْنَ۔ عَلَيهِ اَفضَلُ صَلٰوةِ الْمُصَلِّينَ۔ وَاَزكىٰ سَلَامِ الْمُسَلِّمِينَ۔ وَاَطيَبُ ذِكرِ الذَّاكِرِينَ ۔ وَاَفضَلُ صَلَوَاتِ اللهِ ۔ وَاَحسَنُ صَلَوَاتِ اللهِ۔ وَاَجَلُّ صَلَوَاتِ اللهِ۔ وَاَجمَلُ صَلَوَاتِ اللهِ۔ وَاَكمَلُ صَلَوَاتِ اللهِ۔ وَاَسبَغُ صَلَوَاتِ اللهِ۔ وَاَتَمُّ صَلَوَاتِ اللهِ۔

حاضرین کرام! نعتِ رسول مقبول ﷺ کا سلسلہ جاری تھا یہ بھی آقا کریم ﷺ کی نعت پاک ہے لیکن انداز کچھ مختلف ہے، میں اپنی گفتگو کا آغاز گزشتہ سال والی گزارشات سے کرتا ہوں اور آسانی کے لیے اردو زبان میں بات کروں گا کیونکہ بے شمار ایسے افراد موجود ہیں جو اردو زبان سمجھ سکتے ہیں۔ میں کچھ عالمی حقائق (International realities) کا اظہار کرنا چاہتا ہوں تمام لوگوں تک یہ پیغام پہنچانا مقصود ہے کہ اِس میگا پراجیکٹ کے پیچھے کیا پس منظر تھا میں اپنی گزارشات اردو میں بیان کرتا ہوں، آپؒ نے فرمایا کہ:

زیر تعمیر مسجد پاک ویگھہ شریف جو اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ آپ کے سامنے ہے۔ یہ صرف عمارت ہی نہیں بلکہ فنِ تعمیر، فنِ خطاطی، قدرت کے جمالیاتی حسن، تاریخِ انسانی کی درخشندہ روایات، تہذیبوں کا ارتقاء، اسلامی نظریاتی پس منظر اور روحانی تقدس کا حسین مرقع ہے[58]۔ یہ تاریخی منصوبہ جس کے بارے میں معلومات کی جستجو کی جائے گی جن لوگوں کے ہاتھوں یہ تکمیل پذیر ہو رہا ہے اُنہیں اِن حقائق کی کچھ خبر ہے۔

This Masjid is the combination of architecture, calligraphy, aesthetic beauty of nature, glorious traditions of human history, Evolution of the Eras, ideological background of Islamic culture, the spiritual grace and dignity.

اس مسجد کی تعمیر میں مذہب، فن، تاریخ اور روحانیت کا امتزاج نظر آتا ہے اور اس میں انسانی کردار اور مہذب معاشرہ (Human Chraacter and Civilized Community) کی تعمیر میں بنیادی کردار ادا کرنے والے تین حقائق علم (Knowledge) بصیرت (Concept) اور اوجِ تخیل (The approach) جلوہ گر نظر آتے ہیں۔ اِن تمام حقائق کے تناظر میں ایک ہی حقیقت واضح ہوتی ہے اور اُسی کے بارے میں مجھے اشارۃً عرض کرنا ہے۔ اِس لیے کہا کہ اِن چیزوں کو آن دی ریکارڈ آجانا چاہیے کہ آنے والے وقت میں اِس کے بارے میں جب جستجو کی جائے

---

[58] یہاں جناب حضرت صاحبؒ نے چند لمحے توقف فرمایا اور فرمایا کہ حاضرین اپنے موبائل فون کے ریکارڈر آن کر لیں اور اس کے بعد دوبارہ خطاب شروع فرمایا۔

گی، تجسس کیا جائے گا، اُس وقت اِن حقائق کو ملحوظ خاطر رکھا جائے۔ تمام کثیر الجہتی مظاہر (Multi-dimensional Monuments) کی طرح اس کا بھی ایک ماضی (Past) ہے، ایک حال (Present) اور ایک مستقبل (Future) ہے۔

اِس کے درخشاں ماضی کو زُبان سے بیان کرنا دشوار ہے[59]۔ لیکن آنے والے ادوار کے مورخین کی رہنمائی کے لیے میں کچھ نکات گزارش کر دیتا ہوں کہ "یہ خالق اور مخلوق کا معاملہ ہے، معبود اور عبد کا راز ہے، شہنشاہ اور گدا کی بات ہے، مسجود اور ساجد کا معاملہ ہے، غنی اور محتاج کا راز ہے، نبی ﷺ کی اپنے اُمتی پر عطا ہے، آقا ﷺ کا غلام پر کَرم ہے، محبوب ﷺ کی محب کو محبت کی بھیک ہے، داتا کی فقیر پہ سخا ہے، مسیحا کی بیمار کو شفا ہے، اِدھر ادنیٰ ہے، اُدھر اعلیٰ ہے، اِدھر بے کس اُدھر مشکل کشا ہے، اِدھر اُمیدوارِ کرم اُدھر کرم کا ملجا و ماویٰ ہے، اِدھر غم زدہ اُدھر غمخوار ہے، اِدھر دلِ شکستہ اُدھر دلدار ہے، اِدھر شیدا اُدھر حسن کا تاجدار ہے، اِدھر پروانہ اُدھر شمع انوار ہے، اِدھر رحم کا ملتجی اُدھر رحمۃ اللعالمین ﷺ، اور کفِ پائے مصطفی ﷺ ہے اور اُس کو چومتا خاک کا ذرہ!

عزیزم محب اللہ اظہر کے الفاظ میں پھر وہ ہی نعت کے اشعار پیش کرتا ہوں۔

"دل میں طوفانِ خیالات لیے پھرتا ہوں
لب پہ صلوٰۃ کے نغمات لیے پھرتا ہوں

---

[59] جناب حضرت صاحبؒ نے گفتگو روک کر یہاں پر یہ سوال واضح فرمایا۔ کہ ہر کوئی پوچھتا ہے کہ مسجد شریف یہاں پر ہی کیوں تعمیر کی گئی اس کے کیا عوامل تھے؟ اس لیے ان عوامل کی وضاحت کی جارہی ہے۔

میں نے طیبہ میں گھٹا دیکھی ہے رحمت کی

اس لیے آنکھوں میں برسات لیے پھرتا ہوں

کچھ شب و روز مدینے میں گزارے تھے کبھی

اب تصور میں وہ دن رات لیے پھرتا ہوں

پھر مجھے در پہ حضوری کی تمنا ہے حضور ﷺ

پھر وہی شدت جذبات لیے پھرتا ہوں

اور جینے کا سہارا نہیں میرا کوئی

آپ ﷺ کے درد کی سوغات لیے پھرتا ہوں"

اور ایک پنجابی نغمہ سرا کے الفاظ میں!

"عشق جِنہاندے خیال پیا اوہ تاں بُھل دیاں بُھل دیاں بُھل گئیاں

سرمہ پایا سی یار دے ویکھن نوں ہنجو ڈھل دیاں ڈھل دیاں ڈھل گئیاں

مینڈی مہندی عِطر پھلیل والی زلفاں کُھل دیاں کُھل دیاں کُھل گئیاں

علی حیدر میاں سوہنا یار ملے ہڈیاں رُلدیاں رُلدیاں رُل گئیاں"

مسجد شریف کی تاریخ میں میں اتنا ہی بیان کر سکتا ہوں اِس سے زیادہ کے متعلق پیر مہر علی شاہ صاحب نے فرمایا!

" چپ کر مہر علی ایتھے جا نہیوں بولن دی"

اب اِس مسجد مبارک کا حال کہ آغاز کار سے ہی مافوق الفطرت حالات و واقعات نے ہمیں خوش آمدید کہا، ہر مشکل آسان ہوتی چلی گئی، ہر مرحلہ طے ہوتا گیا، فنون و اسرار کے گویا خزانے کھل گئے، ہر کام میں تائید غیبی نظر آئی۔ تفصیل

بیان کرنے کا وقت نہیں۔ انشاء اللہ مسجد کی تعمیر اور حقائق پر مشتمل ایک مجلہ طبع کیا جائے گا، آپ ضروری معلومات و حقائق اُس میں ملاحظہ فرمائیں۔

میں کچھ ملکی اور بین الاقوامی ماہرین جنہوں نے دوران تعمیر مسجد کا دورہ فرمایا اور اپنے تاثرات بیان کیے، ان میں سے چند ایک بطور ریفرنس گزارش کرتا ہوں۔

Mr. Asim Zafar (project manager king Abdullah city riadh Saudi Arabia)

Being a highly technical engineer I found this design and construction very unique and remarkable, accuracy in embossing work is really state of art as I found no difference in different pieces of similar shape, calligraphy of Ayat mubarkah is an excellent example of precision work I cannot express in words how this design was initially found as these are multiple pieces of high quality engineering work.

ڈاکٹر شاہد احمد راجپوت، (ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ اسلامک آرٹ اینڈ آرکیٹیکچر، انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد) رقمطراز ہیں کہ!

" مسجد پاک بیگھ شریف دیکھنے کا شرف ملا، چند چیزیں جو قابلِ ستائش ہیں اور ریکارڈ کی جانا چاہئیں اُن میں عربی خطاطی[60]، خطاطی کے متعدد سٹائل اور طغریٰ

---

[60] یہاں جناب حضرت صاحبؒ نے اپنے ریمارکس دیئے کہ مسجد پاک ویگھ کے لیے جو شخص خطاطی کر رہا ہے اس کو خطاطی کا علم ہی نہیں تھا (اس سے مراد جناب حضرت صاحبؒ کی اپنی ذات تھی)

کے نمونے قابلِ تعریف ہیں، فریم ڈیزائن کے نت نئے نمونے ، پھول بوٹے،خطاطی کے امتزاج اور نبی کریم ﷺ کے اسمِ پاک کے ساتھ آپ ﷺ کے القابات کا گنبد کے اندر لکھنا بہت اچھا لگا، سمجھ میں نہیں آتا کہ تعریف میں کیا لکھوں، بس یہ کہ زبان گنگ ہے، آنکھ حیران ہے کیا واقعی یہ کام انسان کر سکتا ہے؟مسجد شریف کا ہر کونہ اندر اور باہر سے دعوت نظارہ تو دیتا ہے، لیکن گھنٹوں دیکھنے کے بعد بھی مزید دیکھنے کو دل کرتا ہے"

مقصود احمد ملک (ڈائریکٹر رینویشن آرکیالوجی) امتیاز عمر (قلعہ روہتاس)

" ہم تمام نے موقع پر مسجد جو عشق الہیٰ کا فن پارہ ہے، پر کام ہوتے دیکھا، اِن فرشتوں کی صفات والے کاریگر جو کہ سب اس کام میں ناتجربہ کار ہیں۔ میرا دماغ، میرا قلم اور میرا اِس شعبہ کا تجربہ سب کام کرنے سے عاری ہیں مختصر یہ ہے کہ یہ اللہ کی "عطا"، عشقِ رسول ﷺ اور ایمان کی قوت ہے جو اللہ اپنے فقیروں کو تفویض کرتا ہے تو وہ اپنے کامل ایمان اور یقینِ محکم سے تاریخ رقم کرتے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اِن کو ہر کام میں لامحدود برکت عطا فرمائے" [آمین]

مقصود احمد ملک، شاہی قلعہ لاہور، عمر امتیاز، قلعہ روہتاس، ارشاد سومرو، شاہی قلعہ

اِن تمام تاثرات کا لب لباب یہی ہے کہ یہ تعمیر عقل و فہم سے بالا ہے اور جو بات عقل تسلیم نہ کرے اُسی کو معجزہ کہا جاتا ہے، یعنی عاجز کر دینے والی، اِس میں کوئی شک نہیں کہ انسانی تاریخ میں اِس سے قبل اس قسم کی تعمیر وجود میں نہیں آئی۔ پوری آرکیٹیکچر اپنے دامن میں ایسی کوئی تعمیر نہیں دکھا سکتی۔

اِس کے نتیجہ میں میں یہی کہہ سکتا ہوں کہ یہ روئے زمین پر قدرت خداوندی اور معجزات مصطفی ﷺ کی تاریخ کا ایک زریں باب ہے اور تاریخ کائنات اِس بات کی مظہر ہے کہ تائید خداوندی "و اعلمو ان فیکم رسول اللہ "[61] کے مصداق معجزات مصطفی ﷺ کا تسلسل جاری ہے اور اُس کی یہ مثال ہمارے ایمان کی مضبوطی کا ذریعہ بنے گی، یہی اِس کا مستقبل ہے۔

آج کا پیغام یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ ولسلام رحمۃ العالمین ہیں، معجزات مصطفیٰ ﷺ ایک قوم اور ایک علاقہ کے لیے نہیں ہوا کرتے بلکہ پوری کائنات اُن سے فیض حاصل کرتی ہے، اربابِ دانش وذی وقار سے درخواست ہے کہ مجھے کہنے دیجئے کہ اِس معجزہ مصطفی ﷺ کے انوار سے شاید قدرت کو اپنی مخلوق کی بھلائی منظور ہے۔

علامہ اقبالؒ نے اس خوش خبری کا خاکہ پیش کیا ہے، انہی کے الفاظ میں گزارش کرتا ہوں۔

"آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لَب پہ آسکتا نہیں
محو حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی"

معجزات مصطفی ﷺ ظہور پذیر ہیں علامہ اقبال فرماتے ہیں کہ:

"محو حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی۔
دیکھ کر رنگ چمن ہو نہ پریشان مالی
کوکب غنچہ سے شاخیں ہیں چمکنے والی

---

[61] اللہ پاک فرماتا ہے کہ آپ کو علم ہونا چاہیے کہ رسول پاک ﷺ آپ میں موجود ہیں۔

رنگ گردوں کا ذرہ دیکھ تو عنابی ہے[62]

یہ نکلتے ہوئے سورج کی افق تابی ہے

کھول آنکھ، زمیں دیکھ، فلک دیکھ، فضاء دیکھ

مشرق سے اُبھرتے ہوئے سورج کو ذرہ دیکھ

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے

دہر میں عشق محمد ﷺ سے اجالا کر دے"

علامہ اقبالؒ نے آنے والے وقت کی تصویر کھینچی ہے جس مستقبل کی طرف مسجد پاک ویگھہ شریف اشارہ کر رہی ہے، علامہ اقبال پہلے سے اُن حالات کا خاکہ پیش کر چکے ہیں، یہ اُس کا سنگ میل ہے مزید جو کچھ کوئی سمجھ سکتا ہے۔ اپنی اپنی سمجھ کے مطابق۔ لیکن آنے والا وقت انشا اللہ یہ ثابت کرے گا اور یہ ہی پیغام ہے کہ:

"قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے

دہر میں عشق محمد ﷺ سے اجالا کر دے"

"دو جہاں میں گر تمھیں مقصود آرام ہے

ان کا دامن تھام لو جن کا محمد ﷺ نام ہے"

انشا اللہ! پھر عالم گیر بادشاہی آپ کے لیے ہے۔

وہ تمام لوگ میرے خصوصی شکریئے اور دعاؤں کے مستحق ہیں جنہوں نے مسجد کی تعمیر میں والہانہ تن دہی کے ساتھ حصہ لیا، محنت کی، بوجھ اٹھایا، موسم کی

---

[62]- جناب حضرت صاحبؒ نے یہاں وضاحت فرمائی کہ گردوں آسمان کو کہتے ہیں اور عنابی اس رنگ کو کہتے ہیں جو روشن سرخی مائل ہوتا ہے، جب سورج طلوع ہوتا ہے تو اس وقت آسمان عنابی ہو جاتا ہے۔

شدتیں برداشت کیں، بوجھل اوزاروں کو خون پسینہ ایک کر کے استعمال کیا، خوبصورتی، نفاست کے گُل کھلائے، ہر کام میں ادب کو ملحوظ خاطر رکھا[63] اور وہ بھی جنہوں نے اپنے جسم کے علاوہ فراخدلی سے مالی تعاون کیا۔ یہ وہ خوش قسمت لوگ ہیں جن کو تاریخ کبھی فراموش نہیں کرے گی اور جن کے لیے باری تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا۔

وَمِنَ الأَعْرَابِ مَن يُؤْمِنُ بِاللّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنفِقُ قُرُبَاتٍ عِندَ اللّهِ وَصَلَوَاتِ الرَّسُولِ أَلا إِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ سَيُدْخِلُهُمُ اللّهُ فِيْ رَحْمَتِهِ إِنَّ اللّهَ غَفُورٌ رَّحِيْم ۔[64]

اور کچھ گاؤں والے (لوگ) وہ ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں اور جو خرچ کریں اُسے اللہ کے قرب اور رسول ﷺ سے دعائیں لینے کا ذریعہ سمجھیں۔ہاں ہاں وہ عمل اُن کے لیے باعث قرب ہے ۔ اللہ جلد انہیں اپنی رحمت میں داخل کرے گا۔ بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

میں اُن سب کو اللہ کریم کی طرف سے اُن کے اِس انتخاب پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ میں اُن تمام لوگوں کا بھی مشکور ہوں اور اُن کے لیے دُعا گو ہوں کہ آج

---

[63] جناب حضرت صاحبؒ نے فرمایا کہ ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں۔

[64] القران الکریم، سورۃ التوبہ،(99)(ترجمہ) اللہ پاک نے فرمایا کہ کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہیں، جو خرچ کرتے ہیں اور اس کو اللہ کے قرب اور رسول پاک ﷺ کی دعائیں سمیٹنے کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ اللہ پاک فرماتا ہے کہ خبردار ہو جاو وہ عمل ان کے واسطے باعث قرب ہے، اور اللہ پاک ان کو اپنی رحمت کے اندر جلد داخل کرے گا۔ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اِس مبارک موقع پر اللہ کریم ان کی جھولیاں مُراد سے مالا مال کر دے جو اِس تقریب میں دامے، درمے، قدمِ ، سُخنِ شامل ہوئے۔ خصوصاً جنہوں نے سکیورٹی کی خدمات سرانجام دیں۔ جنہوں نے ساؤنڈ سسٹم، لائٹنگ، ڈیکوریشن، بیٹھنے والوں کے لیے بچھونے اور دریوں کا اہتمام کیا۔ وہ لوگ جنہوں نے مسجد شریف کو آنے والے راستوں کی درستگی کی۔ جنہوں نے موٹر سائیکلوں اور گاڑیوں کی پارکنگ کے لیے جگہ فراہم کی وہ ہمسائے جنہوں نے اپنی پلکیں آنے والوں کے لیے راہوں میں بچھائیں۔ خصوصاً دو مواضعات کے رہنے والے حضرات جن کا آپس میں گہرا رشتہ کئی سو سالوں سے چلا آتا ہے، میری مراد اہلیانِ کیرانوالہ شریف جن میں ممتاز حیثیت یہاں کی سادات فیملی کو حاصل ہے۔ اُن کے چشم و چراغ جناب پیر علامہ سید شعیب شاہ صاحب مدظلہ العالی اور اُن کے اہل خاندان، تمام سادات کیرانوالہ اور تمام اہلیان کیرانوالہ جن کی محبت اور شفقت (میرے جدِّ امجد) حضرت میاں نور محمدؒ چنابیؒ اور (جناب شاہ صاحب قبلہ کے جدِّ امجد) حضرت سید فاضل عبدالرسول چنابیؒ کی لازوال محبت کی یاد تازہ کرتی ہے اور دوسرا راجیکی شریف جو میرا آبائی گاؤں بھی ہے اور اہلیان راجیکی شریف کی محبت میرا سرمایہءِ افتخار بھی ہے۔

آخر میں مجھے آپ سے چند درخواستیں کرنی ہے پہلی یہ کہ اللہ کریم کے فرمان کے مطابق قبولیت کی گھڑی ہے۔

''وَ إِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَ إِسْمَاعِيْلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْم''[65]

ترجمہ۔ اور جب اٹھاتا تھا ابراہیم اس گھر کی نیویں اور اسمٰعیل یہ کہتے ہوئے اے رب ہمارے ہم سے قبول فرما بیشک تو ہی ہے سُنتا جانتا۔

یہ گھڑی اُس وقت تک جاری ہے جب تک مسجد کی تعمیر اپنی تکمیل کو نہیں پہنچ جاتی کیونکہ کسی بھی دیوار کا بالائی حصہ اُس کی بنیاد کے ارتفع کا تسلسل ہوتا ہے۔ یہ مسجد شریف اپنی تمام تر رعنائیوں اور تعمیراتی مراحل کے ساتھ آپ کے سامنے ہے، جب تک تعمیر جاری ہے قبولیتِ دُعا کا دروازہ کھلا ہے دل کھول کر اپنے اللہ سے مانگیں، بہت مانگیں وہ اتنا سخی ہے کہ اُس کے خزانوں میں کبھی کوئی کمی نہیں آتی[66]۔

''نگاہ رحمت اُٹھی ہوئی ہے وہ سب کی بگڑی بنا رہے ہیں

کریم کا دَر کھُلا ہوا ہے، بھرے خزانے لٹا رہے ہیں

مانگ لو مانگ لو چشم تر مانگ لو دردِ دل اور حسنِ نظر مانگ لو

---

[65]-القران الکریم، سورۃ البقرۃ،2 (127)

[66]- مسجد پاک ویگھہ شریف کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے جناب حضرت صاحب اکثر ان آیات کا ذکر فرماتے 2014ء میں مسجد پاک ویگھہ کے یوم تاسیس کے موقع پر خطاب کرتے ہوئے بھی جناب حضرت صاحب نے یہ آیہ مبارکہ تلاوت فرمائی تھی

۔''فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰہُ اَنْ تُرْفَعَ وَیُذْکَرَ فِیْھَا اسْمُہٗ یُسَبِّحُ لَہٗ فِیْھَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ''

ترجمہ۔ ان گھروں میں جنھیں بلند کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اور ان میں اس کا نام لیا جاتا ہے اللہ کی تسبیح کرتے ہیں ان میں صبح و شام (سورۃ النور۔36)

اس کے بعد فرمایا کہ اس آیہ مبارکہ کے مصداق مسجد پاک ویگھہ شریف اپنی تمام تر رعنائیوں اور تعمیراتی مراحل کے ساتھ آپ کے سامنے ہے۔ لہٰذا رحمت کے دروازے کھلے ہیں، دِل کھول کر اپنے اللہ سے مانگیں اور بہت مانگیں۔

مصطفی ﷺ کی نگری میں گھر مانگ لو، مانگنے کا مزہ آج کی رات ہے"

جہاں اپنے اور اپنے پیاروں کے لیے دعا کریں وہاں اپنے وطن عزیز اور اُمتِ مسلمہ کے لیے ضرور دُعا کریں اور خصوصاً وہ منتخب لوگ جن کو اللہ تعالیٰ نے اصلاح کا فریضہ سونپا ہے اُن کے لیے دعا مانگیں کہ اللہ تعالیٰ اُن کو قدم قدم اپنے عزم پر قائم رکھے۔ آخر میں اگر ہو سکے تو اِس مسکین کے لیے بھی استقامت کی دُعا ضرور کر دیں۔

دوسری گزارش جو پچھلی مرتبہ بھی کی تھی وہ گزارش ابھی جاری ہے، میں نے عرض کیا کہ: "قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے" نماز تہجد آپ کے اندر عشق کی جوت جگائے گی، انشاءاللہ مسلمان اِس قابل ہو سکتے ہیں کہ بقول اقبالؒ:

"آج بھی ہو گر ابراہیم کا سا ایمان پیدا۔ آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا"

زمانہ آپ کے ایمان کے جذبوں کا منتظر ہے، آیئے کہ رات کے پچھلے پہر اُٹھ کر اپنے رب کی بارگاہ میں اُس کے حبیب ﷺ کی سنت پر سر بسجود ہو جائیں اور اللہ کریم کی بارگاہ سے عشق مصطفیٰ ﷺ کی بھیک مانگ لیں[67]۔

"یہ دربار محمد ہے یہاں ملتا ہے بے مانگے

---

[67]- نمازِ تہجد کے بارے میں جناب حضرت صاحبؒ کا یہ فرمان ہے کہ نماز تہجد کے بارے میں اللہ کریم نے ارشاد فرمایا۔
اِنَّ رَبَّکَ یَعۡلَمُ اَنَّکَ تَقُوۡمُ اَدۡنٰی مِنۡ ثُلُثَیِ الَّیۡلِ وَ نِصۡفَہٗ وَ ثُلُثَہٗ وَ طَآئِفَۃٌ مِّنَ الَّذِیۡنَ مَعَکَ۔ (۔سورۃ المزمل۔20)
بے شک تمہارا رب جانتا ہے کہ تم قیام کرتے ہو کبھی دو تہائی رات کے قریب کبھی آدھی رات کبھی تہائی اور ایک جماعت تمہارے ساتھ والی۔
وہ لوگ خوش نصیب ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے اس عظیم عبادت کے طفیل "طَآئِفَۃٌ مِّنَ الَّذِیۡنَ مَعَکَ" فرما کر اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں میں شمار فرما دیا ہے اور ان کے لیے مدینہ طیبہ سے رشتہ استوار کرنے کا موقع عطا فرمایا ہے۔ آیئے تہجد کو زینہ بنا کر سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے در اقدس سے وابستہ ہو جائیں۔

ارے نادان یہاں دامن کو پھیلایا نہیں کرتے

ارے او ناسمجھ قربان ہو جا ان کی چوکھٹ پر

یہ لمحے زندگی میں بار بار آیا نہیں کرتے“

ایک اور گزارش جو مجھے کرنی ہے ، جتنے لوگ سُن رہے ہیں، خصوصاً آستانہ عالیہ ڈیرہ حضرت میاں صاحب کدھر شریف سے وابستہ ، ہمارا کام احیائے سنت مصطفی ﷺ ہے، ایک رُحجان چل نکلا ہے کہ وہ بزرگ جو کبھی مصلے اور خانقاہ کی زینت تھے اُن کی تصویروں کی صورت میں اُن کو سرِبازار آویزاں کیا جانے لگا ہے لمحہ فکریہ ہے! ہمارا مقصد اور مدعا فقط حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی ذاتِ اقدس ہے، میرا مقصد تنقید نہیں، ہمارا زندگی کا مقصد آقا کریم ﷺ کا چرچا کرنا ہے اور ہمیں اپنے اِس مقصد پر کاربند رہنا ہے۔ آستانہ عالیہ ڈیرہ حضرت میاں صاحب کدھر شریف سے وابستہ خصوصاً اور تمام احباب محبت عموماً، حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی نسبت رکھنے والی اِس مسجد کی زلفوں کے تمام اَسیروں سے میری درخواست ہے کہ اپنی زندگی کے مقصد سے وابستہ رہتے ہوئے ہمیں اِس قباحت سے اجتناب کرنا ہے بخدا میری تصویر سرِبازار یا محافل میں لگانے سے گریز کیا جائے اگر کہیں کوئی ایسا کرے تو اُس کو محبت سے سمجھائیں کہ یہ اشتہار بازی آستان کے مشن کے خلاف ہے۔ پھر بھی کوئی شخص یا تنظیم اِس حرکت سے باز نہ آئے تو اُس کی اطلاع ہمیں دی جائے۔ ہمارے پاس پاکستان پینل کوڈ امینڈمینٹ 2002 اور 2006 ایکس ایل وی کے تحت قانونی چارہ جوئی کا راستہ بھی موجود ہے۔ ہم نے اپنی زندگیاں یہ کہہ کر حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے دامن رحمت سے وابستہ کر دی ہیں کہ !”میری آرزو

محمد ﷺ میری جستجو مدینہ" ہم اپنی اِس وابستگی کا اظہار ان دو شعروں سے کرتے ہیں۔ یہ دو شعر میرا سلوگن بھی ہیں اِن کو اپنے دل میں جگہ دیں۔

"نقشہ تیرا دلکش ہے صورت تیری پیاری ہے
جس نے آپ ﷺ کو دیکھا ہے سو جان سے واری ہے
کیا پیش کروں آقا کیا چیز ہماری ہے
یہ دل بھی تمھارا ہے یہ جان بھی تمھاری ہے"

اِن گزارشات کے بعد آخر میں میں دست بستہ معافی کا طلبگار ہوں کہ دور نزدیک سے آنے والے بے شمار لوگوں کا اجتماع ہے۔ لاتعداد۔ جو مسجد شریف کی حدود کے اندر آسکے اور جو نہ آسکے وہ گلیوں اور سڑکوں پر کھڑے ہیں، اُن سب کو میں خوش آمدید کہتا ہوں کہ میرے آقا ﷺ قریب و نزدیک کو نہیں دیکھتے اُن کی نگاہیں دلوں کی طرف ہوتی ہیں، آپ اپنے دل حاضر رکھیں جہاں بھی ہوں گے اُن کی نگاہِ رحمت آپ پر ضرور پڑے گی، انشااللہ! وہ لجپال آقا ہیں اور سخیوں کے سخی ہیں، یہ دُعا کرتا ہوں کہ جو بھی آیا اُن میں سے کبھی کوئی بھی خالی نہ جائے، کسی کی جھولی خالی نہ رہے، جتنے بھی لوگ آئے اللہ پاک اُن کے دامن کو مراد سے مالا مال کر دے۔ لیکن یہ بھی درخواست کرتا ہوں کہ اتنے رش میں اگر کسی کی نادانستہ طور پر دل آزاری ہوئی ہو یا کسی کو اُس کی پسند کے مطابق جگہ نہ ملی ہو میں اُس سے دَست بستہ معافی کا طلبگار ہوں اور وہ اپنا شکوہ یہیں چھوڑ جائے، اپنے دل میں حُبِ مصطفی ﷺ بھر کر لے جائے کہ یہ خزانہ پھر نہیں ملنا، اپنے دل کو خالی کر کے اپنے دلوں کو اِس خزانے سے آج بھر لیں کہ یہ دل بھرنے کا وقت

ہے۔دوسری گزارش یہ ہے کہ اِس آستان کا یہ جو لنگر ہے نہ ہم نے اِس کی تجویز دی نہ کسی سے کہا نہ کل تک مجھے خبر تھی کہ کِس نے کیا لانا ہے، یہ سرکار ﷺ کا ہی عطا فرمایا ہوا ہے اور یہ رزق اُن کی طرف سے ہی آیا ہوا ہے، انشا اللہ یہ سب تک پہنچے گا، آپ اِس کو اِس دعا کے ساتھ کھائیں کہ اِس کو کھانے سے آپ کے اندر کی تمام روحانی اور جسمانی بیماریاں دور ہو جائیں۔

منتظمین سے میری درخواست ہے کہ نظم وضبط کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے میری اِن گزارشات کے بعد قصیدہ بردہ شریف پڑھا جائے گا اُس دوران تبرک کو پہنچانے والے حضرات اپنی اپنی جگہوں پر پہنچ جائیں اور تشریف فرما ہو جائیں، اُس کے بعد ایک نعت پاک شروع ہو گی جس کے بول یا محمد ﷺ نور مجسم [68] یہ نعت پاک پڑھی جائے گی جب یہ نعت شروع ہو اُس وقت آپ تبرک کی تقسیم شروع کریں، کوئی شخص اُٹھ کر نہ مانگے کہ:

یہ دربارِ محمد ﷺ ہے یہاں ملتا ہے بن مانگے
ارے ناداں یہاں دامن کو پھیلایا نہیں کرتے

آپ کو آواز دینے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی آپ کے دامن میں خود بخود آئے گا، انشا اللہ! آج رحمتوں کی گھڑی ہے میری دُعا ہے کہ جو بھی آئے رحمتیں اپنی جھولی میں بھی کر لے جائے، اتنی رحمتیں ہوں کے پورا سال ختم نہ ہوں، اللہ

---

[68] جناب حضرت صاحبؒ نے یہاں وضاحت فرمائی کہ یہ ایک دلکش نعت ہے، لیکن آج مجھے اس کے اسرار بیان کرنے کی اجازت نہیں، اس نعت پاک کا بھی اس مسجد شریف کی تعمیر میں بہت اہم کردار ہے، لیکن کبھی اگر اجازت ملی تو اس کو احاطہ تحریر میں لایا جائے گا۔ انشااللہ۔

پاک کی ذات سب سننے والوں کو جو تشریف لائے اور جو آنا چاہتے تھے کسی مجبوری کی وجہ سے نہ آسکے، دور دراز سے چلے ہوئے بے شمار لوگ جو ابھی راستوں میں ہیں اور پہنچ نہیں سکے میں اُن سب کے لیے دعا کرتا ہوں کہ آج اُن سب کی منظوری ہو جائے،(آمین)

کچھ لمحوں بعد قصیدہ بردہ شریف پڑھا جائے گا اِس دوران تبرک والے حضرات اپنے متعین مقامات پر تشریف لے جائیں اُس کے بعد جب نعتِ مصطفی ﷺ یا محمد نور مجسم ﷺ شروع ہو گی اُس وقت تبرک پیش کرنے والے حضرات اپنے کام کا آغاز کریں گے۔ آپ نعت پاک سماعت فرمایئے گا، آپ کی جھولیاں بھرتی رہیں گی، جو بھی عرض کیا میرے آقا کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں قبول و منظور ہو، میں صرف یہ ہی عرض کرتا ہوں کہ:

تیری نگاہ نے سنوارا میرا اندازِ حیات
تیرا نہ ہوتا میں گر تو سگِ دنیا ہوتا

یہ نبی کریم ﷺ کا کرم ہے اور مالک کا ترس ہے اللہ پاک اِس ترس کی ریت کو صدا اسلامت رکھے (آمین) سب کی جھولیاں بھر دے میں انہی الفاظ پر اکتفا کرتا ہوں، قصیدہ شریف والوں کو التماس کرتا ہوں کہ وہ قصیدہ شریف پڑھیں، قصیدہ شریف کے بعد جناب مرزا عارف نعیم صاحب دوبارہ اپنی ذمہ داری سنبھالیں گے۔ میں اُن کا تہہ دل سے مشکور ہوں، میں نے اُن کے لیے اِس لیے عطاء المصطفیٰ ﷺ کا لفظ استعمال کیا تھا کہ آپ کو بھی علم ہے اور بہت سارے

لوگ یہ جانتے ہیں کہ اب یہ آپ کی زندگی آپ کی نہیں، یہ عطائے مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہے، یہ زندگیاں جب مل جاتی ہیں تو یہ کبھی ختم نہیں ہوتیں۔

"وماعلینا الی البلاغ المبین۔"

یہ وہ آخری الفاظ ہیں جو جناب حضرت صاحبؒ نے عوام الناس کے سامنے اپنی زبان مبارک سے ادا فرمائے اوراِس کے بعد آپؒ ہمارے حواسِ خمسہ سے ہمیشہ کے لیے اوجھل ہو گئے۔ "اناللہ وانا علیہ راجعون"